اسلام سے نہ بھاگو راہِ ہدیٰ یہی ہے
اے سونے والو جاگو شمس الضحیٰ یہی ہے

﴿ بچوں کے لئے ﴾

اِسلام کی چوتھی کِتاب

از

چوہدری محمد شریف صاحب مولوی فاضل قادیان

الناشر:
نظارت نشر واشاعت صدر انجمن احمدیہ قادیان

نام کتاب	:	اسلام کی چوتھی کتاب
مصنف	:	چوہدری محمد شریف
طبع اول	:	1986ء
کمپوزڈ ایڈیشن باراول	:	2013ء
حالیہ اشاعت	:	2016ء
مقام اشاعت	:	قادیان
تعداد شاعت	:	1000
ناشر	:	نظارت نشر واشاعت صدر انجمن احمدیہ قادیان، ضلع گورداسپور، پنجاب 143516، انڈیا
مطبع	:	فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان

ISBN : 978-81-7912-364-5

Islam Ki Chothi Kitab

by

Choudary Muhammad Shareef Maulvi Fazil

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عرض ناشر

اسلام نام ہے اس دین کا اور اس طریقے پر زندگی گذارنے کا جو اللہ کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے تھے اور جو قرآن شریف میں اور حدیث النبویؐ میں بتلایا گیا ہے اور حضور اکرمؐ نے اپنے عملی نمونہ سے ہمیں سکھایا ہے۔

دین کا سیکھنا اور اسلام کی ضروری باتوں کا علم حاصل کرنے کی کوشش کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ دینی علوم حاصل کرنے والوں کی فضیلت بیان کرتے ہوئے نبی اکرمؐ نے فرمایا ہے کہ:

مَنۡ یُرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیۡرًا یُفَقِّہۡہُ فِی الدِّیۡنِ (بخاری)

جس کو اللہ تعالیٰ بھلائی اور ترقی دینا چاہتا ہے اس کو دین کی سمجھ دے دیتا ہے۔

پس بچپن سے ہی دین اسلام کو سیکھنے اور اس کی ضرورت اور بنیادی باتوں کے علم حاصل کرنے کا شوق دل میں پیدا ہونا چاہئے اور احکام اسلام کے مطابق اپنی زندگیوں کو سنوارنے کی کوشش کرنے کی عادت بھی پیدا ہونی چاہئے۔ اور بچپن سے ہی بچوں میں دینی تعلیم، اللہ اور اسکے رسول کی محبت اور غیرت کو راسخ کرنا چاہئے۔

محترم مولانا چوہدری محمد شریف صاحب مرحوم نے بڑی خوش اسلوبی اور عمدہ وآسان پیرائے میں اسلام کی بنیادی مسائل اور احمدیت کی مختصر تاریخ پر مشتمل پانچ کتب ''اسلام کی پہلی تا پانچویں کتاب'' سلسلہ وار تصنیف فرمائی ہیں۔ یہ کتب جہاں بچوں کی دینی تعلیم کے لئے نہایت دلچسپ ہیں وہاں بڑی عمر کے احباب بھی اس سے ضرور استفادہ کر

سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ محترم مولانا چوہدری محمد شریف صاحب مرحوم کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے اور ان کی تصنیف کردہ ان کتب کی اشاعت کو ان کے لئے خَیْرَ مَا یَخْلُفُ الرَّجُلُ میں سے بنائے۔ آمین

محترم مولانا موصوف کی تصنیف کردہ اسلام کی پانچوں کتب پہلی بار ۱۹۸۶ء میں قادیان میں شائع ہوئی تھیں۔ اب کمپوزڈ ایڈیشن ۲۰۱۳ء میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت و منظوری سے من و عن شائع کیا جا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو سیدنا حضور انور کے اعلیٰ توقعات کے مطابق نونہالان جماعت کی تعلیم و تربیت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خاکسار

حافظ مخدوم شریف

ناظر نشر و اشاعت قادیان

پیش لفظ طبع دوم

محترم مولانا چوہدری محمد شریف صاحب سابق مبشر بلاد عربیہ وایڈیٹر رسالہ ''البشریٰ'' (فلسطین) کی سلسلہ وار تصنیف ''اسلام کی پہلی تا پانچویں کتاب'' احمدی بچّوں اور بچّیوں کی دینی وتربیتی ضروریات کو پورا کرنے کے اعتبار سے بفضلہٖ تعالیٰ بہت مفید ثابت ہوئی ہے۔ جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی ضرورت کے پیش نظر اسے وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے دور حاضر کے تقاضوں اور معیار کے مطابق شائع کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے نونہالان احمدیت کو اس سے بیش از بیش استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ علیہ و سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے حالات کا اضافہ خاکسار کے ذریعہ ہوا ہے۔

خاکسار

ملک صلاح الدین ایم اے

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

۲۰ر نومبر ۱۹۸۶ء

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْد

ھوالناصر

اسلام کی چوتھی کتاب

زکوٰۃ

اِسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک رکن زکوٰۃ ہے۔زکوٰۃ عربی زبان میں پاک ہونے اور بڑھنے کو کہتے ہیں۔اصطلاحِ شریعت میں اس مال کو کہتے ہیں جو خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ اصول کے ماتحت اپنے مال سے خدا کی راہ میں دیا جاتا ہے۔

ہر عاقل بالغ شخص پر (خواہ مرد ہو یا عورت) جس کے پاس اِس قدر نصاب ہو جِتنا شریعت نے مقرر کیا ہے زکوٰۃ فرض ہے۔جس شخص پر زکوٰۃ فرض ہو اسے چاہیئے کہ وہ شریعت کے حکم کے مطابق زکوٰۃ ادا کرے۔اللہ تعالیٰ اس کے مال کو بڑھائے گا۔اوراس پر خوش ہوگا۔لیکن جس شخص پر زکوٰۃ فرض ہے اور وہ ادا نہیں کرتا تو وہ مسلمان نہیں۔اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو جاتا ہے اور قیامت کے دن اس کو بڑے بڑے عذابوں میں مبتلاء کرے گا۔اور کسی نہ کسی وقت ضرور اس کا

مال تباہ ہوجائے گا۔

یہ خیال غلط ہے کہ زکوٰۃ ادا کرنے سے مال کم ہوجائے گا۔ مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے کم نہیں ہوتا بلکہ زیادہ ہوتا ہے۔ ہمارے کام آنے والا مال وہی ہے جس کو ہم اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔جس مال میں سے خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کیا جاتا وہ مال کسی کام کا نہیں۔اور قیامت کے دن وبال جان بن جائے گا۔ جولوگ خدا کی راہ میں اپنا مال اور اپنی جان خرچ کرتے ہیں اُن کی اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں بہت تعریف کی ہے۔اور جولوگ بخل سے کام لیتے ہیں اور اس کی راہ میں اپنا مال اور جان خرچ نہیں کرتے ان پر اللہ تعالیٰ نے بہت ہی ناراضگی کا اظہار کیا ہے۔اُن کو کبھی حقیقی خوشحالی نصیب نہیں ہوتی۔اور نہ وہ آرام اور چین سے اپنی زندگی بسر کرسکتے ہیں۔ بلکہ ہر وقت تکلیف میں مبتلا رہتے ہیں۔رات دن ان کو ان کے مال کا غم اور فکر کھاتا چلا جاتا ہے اور ہر وقت اسی تجویز میں رہتے ہیں کہ کسی طرح ان کا مال اور بڑھ جائے۔آخر کسی دن موت آجاتی ہے اور ان کا خاتمہ کردیتی ہے۔اور وہ عذابِ الٰہی میں مُبتلا ہوجاتے ہیں۔اور وہی مال جسے وہ خدا کی راہ میں بھی خرچ نہیں کرتے تھے دوسروں کے قبضہ میں چلا جاتا ہے۔اور وہ اُسے بے دردی سے اُڑا دیتے ہیں۔اور قصّہ ختم ہوجاتا ہے۔لیکن جولوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں ان کے اندر اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہوتی ہے۔اُس سے

تعلّق بڑھتا ہے۔گناہ بخشے جاتے ہیں۔مخلوق الٰہی سے ہمدردی پیدا ہوتی ہے۔ایثار پیدا ہوتا ہے۔حرص اور بخل دور ہوجاتے ہیں۔قربانی کرنے کی عادت پیدا ہوتی ہے۔مال میں برکت ہوتی ہے۔اور وہ پاک ہوجاتا ہے۔اور انہیں حقیقی خوشحالی،آرام اور چین نصیب ہوتا ہے اور مرنے کے بعد جنّت میں داخل کئے جاتے ہیں۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا جاتا ہے وہ دراصل اپنے لئے ہی خرچ کیا جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ کسی کے مال کا محتاج نہیں۔ بلکہ وہ تو یہ دیکھتا ہے کہ میرے بندے کہاں تک میرے احکام بجالاتے ہیں۔اور کہاں تک میری فرمانبرداری کرتے ہیں۔اس لئے جو کچھ بھی خدا کی راہ میں خرچ کیا جائے وہ نہایت ہی اعلیٰ درجہ کا،حلال اور اپنی پاک کمائی کا مال ہونا چاہیئے۔اور ساتھ ہی نیّت بھی پاک اور صاف ہونی چاہیئے۔کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے: **اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ**

نصابِ زکوٰۃ

چاندی،سونا،سکّے (روپیہ،کرنسی نوٹ وغیرہ) اونٹ،گائے،بیل،بھینس، بکری،بھیڑ،دُنبہ(خواہ نر ہوں یا مادّہ) تمام غلّوں،کھجور،انگور اور مال تجارت پر جب وہ شریعت کی مقرر کی ہوئی مقدار کے مطابق ہوں۔اور مالک کے پاس

ایک سال رہیں تو ان پر زکوٰۃ فرض ہے۔ان میں سے ہر ایک کے لئے علیٰحدہ علیٰحدہ حد مقرر ہے۔اسی مقرر کردہ حد کو **نصاب** کہتے ہیں۔

چاندی سونے کی زکوٰۃ

چاندی اور سونے میں سے چالیسواں حصہ زکوٰۃ کی شرح مقرر ہے۔ان ہر دو کا نصاب علیٰحدہ علیٰحدہ ہے۔چاندی کا نصاب ۵۲ تولے ۶ ماشے ہے۔اور سونے کا نصاب ۷ تولہ ۶ ماشہ ہے۔یعنی جب کسی شخص کے پاس ۵۲ ½ تولہ چاندی یا ۷ ½ تولہ سونا ہو تو اس پر فرض ہے کہ وہ چاندی میں سے ۱۵ ½ ماشے اور سونے میں سے ۲ ماشے ۲ رتی زکوٰۃ میں ادا کرے۔

آجکل کے روپئے بھی چاندی میں ہی شمار کر کے زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی۔پس جس کے پاس ۵۲ روپئے ۸ آنے ہوں۔اُس پر ایک روپیہ ۵ آنے زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے۔اشرفیوں اور کرنسی نوٹوں کا بھی اسی طرح حساب کر کے زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

زیوروں کی زکوٰۃ

اگر عورتیں اپنے زیوروں کو پہنے رکھتی ہوں یا غریب لوگوں کو عاریۃً پہننے کے لئے دے دیتی ہوں تو ان پر کوئی زکوٰۃ نہیں۔لیکن اگر وہ اسی طرح پڑے رہتے ہوں اور کسی کو عارِیۃً بھی نہ دئے جاتے ہوں تو ان پر سونے اور چاندی

کے حساب سے زکوٰۃ فرض ہوگی۔

اُونٹوں کی زکوٰۃ

پانچ اونٹوں سے کم پر زکوٰۃ نہیں۔لیکن اگر کسی شخص کے پاس پانچ اونٹ ہوں تو زکوٰۃ فرض ہو جاتی ہے۔بشرطیکہ وہ جنگل میں چرتے ہوں۔اوران سے لادنے یا جوتنے کا کام نہ لیا جاتا ہو۔اونٹوں کی زکوٰۃ کی شرح حسب ذیل ہے:

۵ اونٹ سے لےکر ۹ اونٹ تک ایک بکری زکوٰۃ میں دینا فرض ہے

۱۰ // // ۱۴ // دو بکریاں // // //

۱۵ // // ۱۹ // ۳ // // //

۲۰ // // ۲۴ // ۴ // // // //

۲۵ // // ۳۵ // ایک اونٹنی ۱ سال کی //

۳۶ // // ۴۵ // ۱ // ۲ // //

۴۶ // // ۶۰ // ۱ // ۳ // // //

۶۱ // // ۷۵ // ۱ // ۴ // // //

۷۶ // // ۹۰ // ۲ اونٹنیاں ۲ // // //

۹۱ // // ۱۲۰ // ۲ // ۳ // // //

اگر ۱۲۰ سے زیادہ اونٹ ہوں تو یہ شرح ہوگی:

ہر(۴۰) چالیس اونٹ میں ایک ۲ سال کی اونٹنی

ہر پچاس اونٹ میں ایک ۳ سال کی اونٹنی

گائے اور بھینسوں کی زکوٰۃ

اگر کسی شخص کے پاس ۲۹ گائے ،بیل یا بھینسیں ہوں تو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں۔لیکن اگر ۳۰ ہوں تو زکوٰۃ فرض ہوجاتی ہے۔کیونکہ گائے ،بیل اور بھینسوں کی زکوٰۃ کے لئے یہ حد مقرر ہے۔بشرطیکہ وہ جنگل میں چر کر خوراک حاصل کرتے ہوں۔اور جوتنے یا لادنے کا کام ان سے نہ لیا جاتا ہو۔گائے ،بیل اور بھینس کی زکوٰۃ کی شرح حسب ذیل ہے:

۳۰ گائے بھینس سے لے کر ۳۹ تک ایک گائے ایک سال کی دینا فرض ہے۔

۴۰ // // // ۵۹ // ۱ // ۲ // // //

۶۰ // // // ۶۹ // ۲ // ۱ // // //

۷۰ // // // ۸۹ // ۱ // ۱ // اور ایک ۲ سال کی

۹۰ // // // ۹۹ // ۳ // ۱ //

۱۰۰ // // // ۱۰۹ // ۱ // ۲ // اور دو ایک // //

۱۱۰ // // // ۱۱۹ // ۲ // ۲ // اور ایک ۱ سال کی //

۱۲۰ گائے بھینس سے لےکر ۱۲۹ تک ۴ گائے ایک سال کی یا ۳، ۲ سال کی

بھیڑ، بکری اور دُنبہ کی زکوٰۃ

اگر کسی کے پاس ۴۰ سے کم بھیڑ، بکریاں وغیرہ ہوں تو ان پر کوئی زکوٰۃ نہیں۔لیکن اگر ۴۰ ہوں تو زکوٰۃ فرض ہوجاتی ہے۔کیونکہ ان کی زکوٰۃ کے لئے ۴۰ کی حد مقرر ہے۔بشرطیکہ وہ جنگل میں چر کر اپنی خوراک حاصل کرتی ہوں۔بھیڑ، بکری، دُنبہ وغیرہ (خواہ نر ہوں یا مادہ) کی زکوٰۃ کی شرح حسب ذیل ہے:

۴۰ سے ۱۲۰ تک ۱ بکری دینا فرض ہے

۱۲۱ // ۲۰۰ // ۲ بکریاں //

۲۰۱ // ۳۰۰ // ۳ بکریاں //

۳۰۰ // اوپر ہر سینکڑہ پر ایک بکری دینا فرض ہے۔

لیکن اگر سینکڑہ پورا نہ ہو تو اس زائد کسر پر کوئی زکوٰۃ نہیں۔مثلاً ۴۹۹ پر صرف ۴ بکریاں ہی زکوٰۃ میں دینا فرض ہوگا۔

غلّوں کی زکوٰۃ

تمام غلوں مثلاً گندم، جَو، چنے، جوار، باجرہ، مکّی پر زکوٰۃ فرض ہے۔بشرطیکہ

وہ ۲۲ من ۲۵ سیر پُختہ سے کم نہ ہوں۔ کیونکہ غلّوں کی زکوٰۃ کے لئے ۲۲ من ۲۵ سیر حد مقرر ہے۔ غلّوں کے لئے دسواں یا بیسواں حصہ مقرر ہے۔

دسواں حصّہ اُن غلّوں پر فرض ہے جن کی پرورش بارش، دریا یا نالے وغیرہ کے پانی سے (جس پر کوئی قیمت خرچ نہ کی گئی ہو) ہوئی ہو۔

بیسواں حصّہ ان غلّوں پر فرض ہے جن کی پرورش پانی خرید کر یا کنویں وغیرہ کے پانی سے کی گئی ہو۔

کھجُوروں اورانگوروں کی زکوٰۃ

کھجوروں اور انگوروں کا نصاب بھی ۲۲ من ۲۵ سیر پُختہ ہے۔ ان کا **دسواں حصّہ** زکوٰۃ میں دینا فرض ہے۔ ان کی زکوٰۃ ادا کرنے کا یہ طریق ہے کہ اگر یہ درخت پر ہوں تو اندازہ کر لیا جائے۔ اور اگر اتار لئے گئے ہوں تو وزن کر کے جس قدر زکوٰۃ فرض ہو ان کے برابر خشک کھجور اور انگور دیدئے جائیں۔

مالِ تجارت کی زکوٰۃ

مالِ تجارت کے رأس المال اور اس کے اُس نفع پر جو سال بھر میں ہوا ہو (خواہ یہ نفع نقدی یا جنس کی صورت میں ہو یا کسی پر قرض ہو جس کے وصول ہونے کی غالب امید ہو) زکوٰۃ فرض ہے۔

رأس المال پر سال گزرنے پر نفع کو بھی اس میں شامل کر کے (اگر چہ اس نفع پر ابھی سال نہ گزرا ہو) زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہے۔لیکن اگر نفع ایسے قرضہ کی صورت میں ہو جس کے وصول ہونے کی کوئی امید نہ ہو تو اس کو رأس المال میں شامل نہیں کیا جائے گا۔اور اگر وہی قرضہ کسی وقت وصول ہو جائے تو پھر اس کی زکوٰۃ ادا کرنا بھی واجب ہے۔

ضروری باتیں

(۱) ہر مال پر مالک کے پاس سال گزرنے کے بعد زکوٰۃ فرض ہوتی ہے۔لیکن غلّوں پر ان کی برآمدگی پر ہی زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے۔ان میں سال شرط نہیں۔

غلّوں اور باقی مالوں میں یہ بھی فرق ہے کہ غلّوں پر ایک ہی دفعہ زکوٰۃ فرض ہوتی ہے۔خواہ وہ مالک کے قبضہ میں کتنی دیر ہی کیوں نہ رہیں۔لیکن باقی مال جب تک بقدر نصاب باقی ہوں ان پر ہر سال زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔

(۲) جو حصہ زکوٰۃ میں شریعت کو دیا جانا ہو۔اگر وہ موجود نہ ہو۔یا اگر اسے مال سے جدا کیا جائے اور مال کو نقصان پہنچنے کا ڈر ہو تو اس کی قیمت بھی دی جاسکتی ہے۔

(۳) اگر سال کے آخر میں مال کم یا زیادہ ہو جائے لیکن بقدر

نصاب (اس قدر مال کہ اُس پر زکوٰۃ فرض ہو) موجود رہے تو آخر سال پر جس قدر مال موجود ہوگا اسی کے حساب سے اس پر زکوٰۃ لگائی جائے گی۔ اور اگر سال کے درمیان میں تمام مال بالکل ختم ہوجائے۔ اور پھر سال کے آخر میں دوبارہ حاصل ہوجائے تو اس کا سال اس کے دوبارہ حاصل ہونے کے وقت سے ہی سمجھا جائے گا۔

(۴) سال سے مراد قمری[۱] سال ہے۔ شمسی[۲] سال مراد نہیں۔ زکوٰۃ کے معاملہ میں ہر شخص کا سال اسی وقت سے شروع سمجھا جاتا ہے جب اس کے پاس اس قدر مال ہوجائے جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔

(۵) مقروض پر اس وقت زکوٰۃ فرض ہوگی جب اس کا مال قرضہ کو نکال کر بقدر نصاب باقی رہے۔ لیکن اگر قرضہ مال کے برابر ہو یا زیادہ ہو تو مقروض پر کوئی زکوٰۃ نہیں۔

(۶) وہ جانور جو زکوٰۃ میں دئے جائیں۔ بیمار، عیب دار اور ناقص نہیں ہونے چاہئیں اور نہ اعلیٰ چیدہ جانور۔

(۷) نابالغ اور مجنون کے مال پر بھی زکوٰۃ فرض ہے۔ اس کی طرف سے اس کے متولّی کو زکوٰۃ ادا کرنی چاہیئے۔

اگر کسی شخص کو کوئی دفینہ[۳] ملے تو اس کا پانچواں حصہ زکوٰۃ میں ادا کرنا فرض

---

[۱] چاند کے لحاظ سے سال [۲] سورج کے لحاظ سے سال [۳] زمین میں دبایا ہوا مال

ہے۔

(۸) **صدقہ الگ چیز** ہے اور زکوٰۃ الگ چیز ہے ۔اسی طرح چندہ عام، چندہ وصیّت اور باقی ہر قسم کے چندے بھی الگ چیز ہیں۔زکوٰۃ میں شامل نہیں۔

(۹) جب امامِ وقت موجود ہو تو زکوٰۃ اسی کے پاس ادا کرنی چاہیئے۔امامِ وقت اس کو لے کر خود اس کے حق داروں یعنی محتاجوں وغیرہ پر خرچ کرے گا۔

(۱۰) **ہر احمدی پر فرض ہے کہ وہ زکوٰۃ کا مال اور روپیہ بیت المال صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان میں داخل کرے۔**

مصارفِ زکوٰۃ

مصارفِ زکوٰۃ یعنی جن جگہوں پر اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کا مال خرچ کرنے کا حکم دیا ہے۔مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ فقیر

۲۔ مسکین

۳۔ زکوٰۃ کو وصول کر کے لانے والے لوگوں کی تنخواہیں۔

۴۔ نَو مسلم

۵۔ غلاموں کا آزاد کرانا

٦۔ جن لوگوں پر ایسا قرضہ یا جُرمانہ ہو جِسے وہ ادا نہ کر سکتے ہوں اُسے ادا کرنا

۷۔ اشاعتِ اسلام

۸۔ مُسافر

حج

اسلامی عبادتیں یا خادمانہ رنگ رکھتی ہیں یا عاشِقانہ۔حج عاشِقانہ عبادت ہے۔اور اسلام کے ارکان میں سے پانچواں رُکن ہے۔یہ مالی اور بدنی عبادت ہے۔ ہر مسلمان پر جو حج کرنے کی طاقت رکھتا ہو عمر میں ایک بار حج کرنا فرض ہے۔

اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت حج کے مہینوں یعنی شوالؔ ،ذی قعدؔہ اور ذی اؔلحج میں بیتُ اللہ شریف کی طرف جانے کو جو ملکِ عرب کے پاک شہر مکّہ معظّمہ میں موجود ہے حج کہتے ہیں۔

حج بڑی اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے۔اگر حج اُن تمام شرطوں کے مطابق کیا جائے جو اس کے لئے مقرر ہیں تو اللہ تعالیٰ حج کرنے والے (حاجی) کے گناہ بخش دیتا ہے اور ایسا حج کرنے والے سے اللہ تعالیٰ بہت محبت کرتا ہے۔

حج میں اللہ تعالیٰ کی یاد تازہ ہوتی ہے۔اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانی کرتا ہے ۔اللہ تعالیٰ اس کی قربانی کو ضائع نہیں کرتا۔ بلکہ قیامت تک اس کا نام زندہ رکھتا ہے اور اس پر اپنے بڑے بڑے انعام واکرام کرتا ہے۔حج کرنے سے اللہ تعالیٰ کی قدرت یاد آتی ہے کہ اس نے بَیتُ اللہ شریف کو جو سرزمینِ عرب میں واقعہ ہے۔کس طرح عزّت دی ہے کہ یہ سارے جہان کا قبلہ ہے اور ہر سال دنیا کے چاروں طرف سے لوگ اِس کی زیارت کے لئے اپنا مال خرچ کر کے اور تکلیفیں برداشت کر کے اللہ تعالیٰ کی اس آواز پر کہ ''حج کے لئے آؤ''لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ (حاضر ہیں! حاضر ہیں) کہتے ہوئے پہنچ جاتے ہیں۔اور اس کے سامنے حاضر ہو جاتے ہیں۔

بیتؔ اللہ شریف اور حرمؔ میں کی ہوئی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔اور دنیا کے تمام علاقوں کے لوگوں سے بھی ملاقات ہو جاتی ہے۔حضرت ابراہیم علیہ السّلام اور حضرت ہاجرہ کی قربانی کی یاد تازہ ہو جاتی ہے جو انہوں نے خدا کے حکم سے کی۔جس کی وجہ سے آپ کا نام خلیل اللہ رکھا گیا۔اس چشمہ(چاہ زمزم) کی بھی زیارت ہو جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت دکھانے کے لئے اور تمام دنیا کے لئے نشان بنانے کے لئے اپنی فرمانبردار حضرت ہاجرہؓ کے لئے جس نے اس کے حکم سے ہجرت کی۔اس کے معصوم بچّے حضرت اِسماعیل علیہ السّلام کے لئے ریگستانِ عرب میں فوراً اجاری کر دیا۔حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلّم کے اس پاک وطن کی بھی زیارت ہو جاتی ہے۔جس میں آپؐ نے اپنی پاک زندگی کے

۵۳ سال گزارے۔ جو دینِ اِسلام کا سرچشمہ ہے۔ جہاں رمضان کے بابرکت مہینہ میں قرآن شریف نازل ہوا۔ اور اُن تمام مقاماتِ مقدّسہ کی بھی زیارت ہو جاتی ہے جہاں آپؐ پر وحی نازل ہوتی رہی۔ اور جہاں سے آپؐ خدا کی خاطر اور اس کے حکم سے ہجرت کر کے مدینہ شریف کی طرف روانہ ہو گئے جہاں آپؐ پر ایمان لانے والوں نے ہر قسم کی تکالیف اللہ تعالیٰ کی خاطر برداشت کیں۔ اور اپنا پیارا وطن، گھر بار، عزیز و قریبی رشتہ دار اللہ تعالیٰ کی خاطر چھوڑ کر حبشہ اور مدینہ کی طرف چلے گئے۔ جو اس کی زبان سے مہاجرین (اپنا سب کچھ اللہ تعالیٰ کی خاطر چھوڑ کر چلے جانے والے) کہلائے۔ جن کو خدا کی زبان سے [1] رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ کا خطاب ملا اور جنّت میں داخل کئے گئے۔ حج کرنے کے بعد مدینہ منوّرہ کی بھی جہاں آپؐ نے اپنی زندگی کے آخری دس سال گزارے جو اللہ تعالیٰ کی نظر میں نہایت محبوب شہر ہے۔ جہاں خدا کا پیارا اور برگزیدہ نبیؐ آج تک اس پاک زمین میں آرام کر رہا ہے۔ جہاں آپؐ کے ساتھ آپؐ کے دو خلیفےؓ اور اصحابؓ بھی آپؐ کے پہلو میں جس طرح دنیا میں آخر وقت تک آپؐ کے ساتھ رہے۔ آرام کر رہے ہیں۔ جہاں آپؐ کی ازواج مطہّراتؓ اور آپؐ کی اولاد اور آپؐ پر اپنی جانیں قربان کرنے والے اصحابؓ بھی آرام کر رہے ہیں۔ جہاں قرآن شریف کا بہت سا حصّہ نازل ہوا۔ جس کی گلیوں اور کوچوں میں خدا کا پیارا نبیؐ دس سال تک چلتا پھرتا رہا۔ جہاں اس کے

---

[1] اللہ تعالیٰ ان پر خوش ہو گیا اور وہ اللہ تعالیٰ پر خوش ہو گئے

پیارے نبیؐ کے چار خلیفےؓ بھی چلتے پھرتے رہے۔ جو اسلامی بادشاہت **کا مرکز** ہے۔ جس کے رہنے والے خدا کے **مددگار** یعنی **انصار** کہلائے۔ جنھوں نے اپنی سینکڑوں اور ہزاروں جانیں اور اپنے مال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی زندگی پر نثار اور قربان کئے۔ جنہوں نے آپؐ کے پسینہ کی جگہ اپنا خون بہایا۔ جنہوں نے خدا کے پیارے رسولؐ کی خاطر سارے جہان سے دشمنی خرید لی۔ جنہوں نے اسلام کی اپنے خونوں سے پرورش کی۔ زیارت ہو جاتی ہے۔

حج کے شرائط

حج کے لئے ضروری ہے کہ حج کو جانے والا:

۱۔ عاقل بالغ ہو۔

۲۔ اس کے پاس اِس قدر روپیہ وغیرہ ہو کہ اپنے اہل وعیال کو اپنے واپس آنے تک کا خرچ دے کر مکہ معظّمہ پہنچ کر واپس آ سکتا ہو۔

۳۔ صحت اچھی ہو۔

۴۔ حج کے راستہ میں امن ہو یعنی کوئی رُکاوٹ وغیرہ نہ ہو۔

جب تک یہ شرطیں کسی شخص میں نہ پائی جائیں اس پر حج فرض ہی نہیں۔ جس طرح زکوٰۃ انہی لوگوں پر فرض ہے جن کے پاس بقدر نصاب مال موجود ہو۔ اسی طرح حج بھی انہی لوگوں پر فرض ہے جن میں یہ چاروں شرطیں

پائی جاتی ہوں۔

اگر کسی شخص میں یہ شرطیں نہ پائی جائیں اور وہ حج کے لئے جائے تو اس کا حج، حج نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کی اور اگر کسی شخص میں یہ شرطیں پائی جاتی ہوں اور وہ حج نہ کرے تو وہ اللہ تعالیٰ کا سخت نافرمان ہے۔ اس کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

حج کا وقت اور میقات

حج کے لئے شوال[1]، ذی قعدہ[2]، ذی الحج[3] تین مہینے مقرر ہیں۔ جو شخص حج کرنا چاہے اس کو چاہیئے کہ وہ ان میں حج کی نیّت کر لے۔

حج کے لئے چار میقات مقرر ہیں۔ میقات اُن جگہوں کو کہتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے حج کرنے والوں کے لئے مقرر فرمائی ہیں۔ کہ جب حج کو جانے والا وہاں سے گزرے تو اِحرام باندھ کر مکہ معظّمہ کی طرف جائے۔ بغیر احرام باندھے اس جگہ سے آگے جانا ناجائز ہے۔

ہر طرف کے لوگوں کے لئے میقات علیٰحدہ علیٰحدہ ہیں۔ جو لوگ مدینہ منوّرہ کی طرف سے حج کے لئے آئیں۔ ان کے لئے ذوالحلیفہ میقات ہے۔ جو شام کی طرف سے آئیں۔ ان کے لئے جحفہ۔ جو نجد کی طرف سے آئیں اُن کے لئے

ا۔ ایک گاؤں کا نام ہے۔

قرن المنازل[1] اور جو یمن کی طرف سے یا یمن کے راستہ سے حج کے لئے جائیں اُن کے لئے یَلَمْلَمْ[2] میقات مقرر ہیں۔ ہمارے ہندوستان کے لئے بھی یہی یَلَمْلَم میقات ہے۔ ہندوستانیوں کو جہاز میں ہی احرام باندھنا پڑتا ہے۔

جو لوگ اِن میقاتوں کے اندر یعنی حرم میں ہی رہتے ہوں اُن کو باہر جانے کی ضرورت نہیں۔ وہ اپنے گھروں سے ہی احرام باندھ سکتے ہیں۔

اِحرام باندھنے کا طریق

احرام (وہ کام کرنا جس سے انسان اللہ تعالیٰ کے حرم میں جانے کے قابل ہو جائے۔) باندھنے کا یہ طریق ہے کہ جب حاجی (حج کو جانے والا) میقات پر پہنچے تو پہلے غسل کرے۔ پھر دو رکعت نفل پڑھ کر یہ دُعا پڑھے:-

اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ وَیَسِّرْہُ لِیْ[3]

اس کے بعد دو چادریں پہن لے۔ یعنی ایک کا تہ بند باندھ لے اور دوسری اوپر اوڑھ لے۔ جب حاجی یہ لباس پہن لے اُس وقت وہ مُحْرِم یعنی اللہ تعالیٰ کے

۱؎ قرن المنازل ایک پہاڑ ہے جو مکہ معظمہ سے دو منزل کے فاصلہ پر ہے۔

۲؎ سمندر میں ایک پہاڑ ہے جس کا پتہ وہاں پہنچنے پر جہاز والے دے دیتے ہیں۔

۳؎ اے میرے اللہ! میرا حج کا ارادہ ہے۔ تُو میرے لئے آسانیاں پیدا کر دے اور مجھ سے میرا حج قبول فرما۔

حرم[1] میں جانے کے قابل ہو جاتا ہے۔

مُحرِم کے لئے ہدایات

محرم کو چاہیئے کہ وہ ہر وقت تَلْبِیہ، تکبیر، کلمہ اور تسبیح وتحمید کہتا رہے۔ یعنی:۔

اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَكَ وَلَا شَرِیْكَ لَكَ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ[2] پڑھتا رہے اور اپنا تمام وقت انہی میں صرف کرے۔

محرم نہا سکتا ہے مگر بغیر صابن کے۔ کپڑے بھی دھو سکتا ہے۔ بحری شکار بھی کر سکتا ہے۔ مگر محرم کے لئے سلے ہوئے کپڑے پہننا مثلاً قمیص، سلوار یا پاجامہ، کوٹ وغیرہ۔ سر کو ڈھانکنا۔ یعنی پگڑی یا ٹوپی وغیرہ پہننا۔ (جرابوں اور مَوزوں وغیرہ سے بھی پرہیز کرنا چاہیئے۔ اگر جوتی نہ ہو تو مَوزہ کو ہی کاٹ کر جوتی کی طرح بنا کر پہن لینا جائز ہے۔ خوشبو لگانا یا خوشبودار رنگوں سے رنگے ہوئے کپڑے

---

[1] مکہ شریف اور اس کے اردگرد کا علاقہ حرم کہلاتا ہے۔

[2] (ترجمہ) اے میرے اللہ! مَیں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں۔ حاضر ہوں۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ مَیں حاضر ہوں۔ تمام تعریفوں کا تُو ہی مستحق ہے۔ بادشاہت تیری ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اللہ تمام نقصوں سے پاک اور تمام تعریفوں کا مستحق ہے۔

پہننا۔سر منڈوانا، جوئیں نکالنا یا ان کو مارنا،جنگل کے کسی جانور کا شکار کرنا۔شکار کے جانور کو ذبح کرنا۔کسی کو شکار کے لئے کہنا۔کسی شکاری کی مدد کرنا۔جماع کرنا۔بوسہ وغیرہ لینا۔شہوانی باتیں کرنا۔فحش کلام یا فحش شعر پڑھنا۔فسق وفجور کے کام اورلڑائی وغیرہ سب منع اور ناجائز ہیں۔

محرم عورت کوبھی پردہ کا خاص اہتمام کرنا یعنی بُرقعہ وغیرہ پہنے رکھنا یا نقاب ڈالے رکھنا۔(بوقتِ ضرورت منہ ڈھانکا جاسکتا ہے۔)دستانے پہننا،خوشبولگانا، خوشبودار رنگ سے رنگے ہوئے کپڑے پہننا سب ناجائز ہیں۔

محرم عورت کو بے سِلے کپڑے پہننے کی ضرورت نہیں۔اسے اپنے معمولی کپڑے پاجامہ،قمیص اوردوپٹّہ ہی پہننے چاہئیں۔

اگرمحرم عورت کوحج کے دوران میں حیض آجائےتو وہ بیت اللہ کا طواف نہیں کرسکتی۔اگر ۱۰ذی الحجّہ کا طواف وہ نہ کرسکے تو پھر اسے وہیں(مکہ معظّمہ میں)ٹھہرنا پڑے گا۔جب پاک ہو طواف کرلے۔کیونکہ یہ طواف فرض ہے۔اگر ۱۳ذی الحجہ کے طواف (طواف الوداع)میں پاک نہ ہوتو یہ طواف اسے معاف ہے۔وہ اپنے گھرکوجاسکتی ہے۔

آدابِ حرم

مکہ معظّمہ اور اس کے اردگرد کا علاقہ حرم کہلاتا ہے۔یہ خاص عزّت اور

حُرمت والی جگہ ہے۔اِس میں داخل ہونے کے لئے کچھ آداب مقرر ہیں۔جن کا لحاظ رکھنا ہر شخص پر فرض ہے۔خواہ وہ محرم ہو یا نہ ہو۔حرم میں سے کوئی درخت کاٹنا۔کانٹا توڑنا،گھاس کاٹنا(اذخر گھاس کاٹ لینا جائز ہے۔کیونکہ اس کے کاٹ لینے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے اجازت فرمادی ہوئی ہے۔)شکار کرنا،کسی جانور کو اس کی جگہ سے بھگانا۔کسی کی پڑی ہوئی چیز اُٹھانا۔(سوائے اس کے کہ اچھی طرح منادی کرے۔)سب ناجائز ہیں۔لیکن موذی جانوروں مثلاً باؤلا کُتّا،خونخوار درندہ،سانپ،بِچھّو،کوّا،چیل،چوہا وغیرہ کا قتل کرنا جائز ہے۔اوراگر کوئی شخص اِن جانوروں کے علاوہ کوئی دوسرا جانور قتل کرے گا۔تو اس کو جو دو عادل مسلمان فیصلہ کریں۔مثلاً کسی جانور کے بدلے کسی جانور کی قربانی کا حکم دیں یا مسکِینوں کو کھانا کھلانے کے لئے کہیں۔یا روزے رکھنے کا فیصلہ کریں تو اس کو وہ کام کرنا ہوگا۔

حج کرنے کا طریق

حج کرنے والے کو چاہیئے کہ وہ گھر سے حج کی نیّت باندھ لے۔اور چل پڑے۔جب میقات پر پہنچے تو غسل کر کے دو رکعت نفل پڑھ کر یہ دعا کرے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ وَیَسِّرْہُ لِیْ

اس کے بعد حاجیوں والا لباس یعنی دو بے سِلی چادریں پہن لے۔اِس

لباس کو پہن لینے کے بعد حاجی محرم ہو گیا۔اب اسے اپنے اوقات تلبیہ،تکبیر،کلمہ اور تسبیح وتحمید میں گزارنے چاہئیں۔

جب حرم میں داخل ہو تو ان باتوں پر عمل کرے جن پر عمل کرنا محرم کا فرض ہے۔

جب مکہ معظّمہ میں داخل ہونے لگے تو اسے چاہیئے کہ غسل کر لے۔اور جب بیت اللہ پر نظر پڑے تو جو چاہے دعا کرے۔کیونکہ یہ دعا کے قبول ہونے کا موقعہ ہے۔

جب بیت اللہ کے پاس پہنچے تو حجرِ اَسوَدْ کو جو جنوب مشرقی کونے میں رکھا ہے بوسہ دے۔اور یہاں سے خانہ کعبہ (بیت اللہ) کے اردگرد چکّر لگانا یعنی طواف کرنا شروع کرے۔اور سات چکّر لگائے۔اگر ہو سکے تو ہر طواف میں حجرِ اسود کو بوسہ دے۔اگر بوسہ نہ دے سکتا ہو تو ہاتھ لگا لے۔اگر ہاتھ بھی نہ لگا سکے تو اس کی طرف ہاتھ سے اشارہ ہی کر لے اور جنوب مغربی کونہ کو بھی ہاتھ لگاتا رہے۔اور حطیم[1] کو بھی طواف میں شامل کر لے۔جب حاجی ۷ دفعہ طواف کر چکے تو بہتر یہی ہے کہ مقام ابراھیم کے پیچھے کھڑے ہو کر ورنہ بیت اللہ کے کسی طرف کھڑے ہو کر دو رکعت نفل پڑھے۔نفل پڑھنے کے بعد صفا اور مروہ [2] کی طرف جائے۔

---

[1] حطیم بیت اللہ کا حصہ ہے۔جب قریش بیت اللہ کو از سرِ نو تعمیر کرنے لگے تو سامانِ عمارت کم ہونے کی وجہ سے انہوں نے اس حصہ کو چھوڑ دیا۔منہ

[2] صفاؔ اور مروہؔ مکہ معظّمہ میں دو پہاڑیاں ہیں۔یہ وہی پہاڑیاں ہیں جن پر حضرت ہاجرہؑ نے اپنے بچے حضرت اسماعیلؑ کے لئے پانی تلاش کرنے کی خاطر سات چکّر لگائے تھے۔منہ

جب صفاؔ پر چڑھے تو اللّٰہُ اَکْبَرُ کہے۔اور بیت اللہ کی طرف منہ کر کے دعا کرے۔پھر مروہؔ پر جائے ۔اسی طرح سات چکّر لگائے۔یعنی صفاؔ اور مروہؔ کا طواف کرے۔

طواف سے فارغ ہونے کے بعد مکہ معظّمہ میں ٹھہرا رہے۔ذیؔ الحجّہ کی ۸ تاریخ آنے پر مِنٰی [1] کی طرف روانہ ہوجائے۔اورظُہر سے پہلے پہلے وہاں پہنچ جائے۔اور ظُہر،عصر،مغرب،عِشاءاور ۹ ذی الحجّہ کی فجر کی نماز بھی وہیں پڑھے۔فجر کی نماز کے بعد **عرفات**[2] کی طرف روانہ ہو۔ظُہر کے وقت **وادی نَمِرة** میں پہنچے۔وہاں ظُہر وعصر کی نماز جمع کر کے پڑھے۔پھر عرفہ کے میدان میں داخل ہو۔اور مغرب تک اسی عرفہ کے میدان میں ہی ٹھہرا رہے۔(حج کا بڑا رُکن عرفات میں جانا ہے۔جو شخص عرفات میں وقت پر پہنچ جائے ۔اس کا حج ہوجاتا ہے۔اور جو شخص وہاں نہ پہنچ سکے اس کا حج نہیں ہوتا۔)اور اپنا وقت دُعا اور ذِکرِ الٰہی میں گزارے۔سورج غروب ہونے پر عرفات سے واپس آجائے اور **مُزدلفہ** [3] میں ٹھہرے۔اورمغرب اورعشاء کی نماز جمع کر کے پڑھے۔اور یہ رات بھی دعا اور ذکر الٰہی میں گزارے۔جب

---

[1] مِنٰی ایک میدان ہے جو بیتؔ اللہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے۔

[2] عرفات ایک میدان ہے جو مِنٰی سے چھ میل کے فاصلہ پر ہے۔منہ

[3] مزدلفہ:عرفاتؔ اور مِنٰیؔ کے درمیان ایک میدان ہے۔یہاں حاجیوں کو ذی الحجّہ کی ۹ اور ۱۰ تاریخ کی درمیانی رات کو ٹھہرنے کا حکم ہے۔منہ

فجر کی نماز کا وقت ہوتو اوّل وقت فجر کی نماز پڑھ کر **مشعرِ حرام** کے پاس اللہ تعالیٰ کا ذکر اور دعا کرے۔اور سورج نکلنے سے پہلے یہاں سے مِنیٰ کی طرف روانہ ہوجائے۔

مِنیٰ پہنچنے پر **رمی الجمار**[1] کرے۔اور ہر کنکر پھینکتے وقت اللہ اکبر کہے۔**رمی الجمار** شروع کرنے کے وقت سے حاجی کا تلبیہ جو اس کا خاص کام تھا،ختم ہو گیا۔

رمی الجمار سے فارغ ہوکر مسجد خیف میں آکر خطبہ سُنے پھر قربانی کرے۔حجامت[2] بنوائے۔اور اپنا احرام کھول دے۔غسل کر کے اپنے کپڑے بدل لے اور بیت اللہ میں جا کر اس کا طواف کرے۔(اگر اِس سے پہلے کسی حاجی کو طواف کرنے کا موقعہ نہ ملا ہو تو صفا اور مروہ کا بھی طواف کرے۔)اس طواف کو طَوَافُ الْاِفَاضَہ اور طَوَافُ الزِّیَارَۃ کہتے ہیں۔یہ طواف حاجی پر فرض ہے۔طواف کرنے کے بعد چاہِ زمزم پر چلا جائے۔اور وہاں سے آبِ زمزم پیئے۔کیونکہ چاہِ زمزم پر کھڑے ہوکر پانی پینا سُنّت ہے۔

اِس کے بعد مِنیٰ میں واپس آجائے۔(حاجی پر حالتِ حج میں عید کی نماز واجب نہیں۔)گیارھویں، بارھویں اور تیرھویں تاریخ کو مِنیٰ میں ہی رہے۔

---

[1] رمی الجمار ٹیلوں پر کنکر مارنے کو کہتے ہیں۔وہاں تین ٹیلے ہیں۔جن پر کنکر پھینکنے کا حکم ہے۔ایک کا نام جمرۃ العقبہ ہے۔یہ سب سے بڑا ٹیلہ ہے۔اس سے چھوٹے ٹیلے کا نام جمرۃ الوسطیٰ ہے۔پھر اس سے چھوٹے ٹیلے کا نام جمرۃ الدنیا ہے۔منہ

[2] حجامت میں سر کے بال منڈوانا، بال کتروانے سے افضل ہے۔منہ

اور زوال کے بعد پہلے کی طرح رمی الجمار یعنی ہر ٹیلے پر سات سات کنکر پھینکتا رہے۔ تیرہویں تاریخ کو مِنٰی سے واپس آجائے اور آکر بیت اللہ کا طواف کرے۔ اس طواف کو **طَوَافُ الوِدَاع** کہتے ہیں۔ طواف کے بعد دو رکعت نفل پڑھے۔ اس پر حج ختم ہوگیا۔ اب حاجی جہاں جانا چاہے جائے اس کا حج ہوگیا۔

حج اور عُمرہ

حج: حج کے مہینوں یعنی شوّال، ذی قعدہ اور ذی الحجّہ میں بیت اللہ کو جانے اور مندرجہ بالا کام جو ''حج کرنے کے طریق'' میں بیان کئے گئے ہیں۔ بجا لانے کو حج کہتے ہیں۔

عُمرہ: حج کے مہینوں کے علاوہ بیت اللہ کو جانے اور مندرجہ بالا کام بجالانے کو عُمرہ کہتے ہیں۔

عمرہ میں جب عمرہ کرنے والا صفا اور مروہ کا طواف کرلے تو عمرہ ہوگیا۔ اب وہ اِحرام کھول دے۔ حجامت بنوالے اور اگر قربانی کرنا چاہے تو قربانی بھی کرلے۔ رمضان کے مہینے میں عمرہ کرنے سے بھی حج جتنا ثواب ملتا ہے۔

حرم کے باہر سے آنے والے تو اپنے اپنے میقات سے اِحرام باندھیں گے۔ حرم کے اندر رہنے والے حرم کے اندر سے ہی احرام باندھیں گے۔ مگر مکہ

معظّمہ کے رہنے والوں کے لئے تنعیم جگہ سے جو مکہ معظّمہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے۔احرام باندھنا مُستحب ہے۔

عمرہ کے لئے کوئی خاص دن یا وقت مقرر نہیں۔انسان جب چاہے اور جتنی دفعہ چاہے عمرہ کرسکتا ہے۔

تمتّع: اگر حج کے مہینوں میں پہلے عمرہ کا احرام باندھا جاوے اور عمرہ کے احکام بجالا کر احرام کھول دیا جائے۔اور مکہ معظّمہ میں ٹھہر کر حج کے وقت کا اِنتظار کیا جائے اور ۸ / ذی الحجّہ کے آنے پر پھر احرام باندھ کر حج کے احکام بجالائے جائیں تو یہ تمتّع کہلاتا ہے۔یعنی حج کے مہینوں میں عمرہ بھی کیا گیا۔اور حج بھی کیا گیا۔مگر درمیان میں احرام کھول دیا گیا۔اور ۸ / ذی الحجہ کو پھر احرام باندھ کر حج کیا گیا تو یہ تمتّع کہلایا۔

تمتّع کرنے والے پر قربانی فرض ہے۔اگر اسے قربانی میسّر نہ آسکے تو دس روزے رکھے۔تین مکہ معظّمہ میں ہی اور سات گھر میں واپس آکر رکھے۔

قِران: حج کے مہینوں میں میقات سے عُمرہ اور حج دونوں کا احرام باندھنے اور ہر دو کے بجالانے کو قِران کہتے ہیں۔

قِرانؔ کا یہ طریق ہے کہ جو شخص حج کے مہینوں میں ہی عمرہ اور حج کرنا چاہتا ہے وہ میقات سے ہر دو کی نیّت کر کے احرام باندھے۔مکہ معظّمہ میں پہنچ کر عمرہ

کے احکام بجالائے اور احرام نہ کھولے۔ جب ۸ / ذی الحج ہوتو پھر حج کے تمام احکام بجالائے تو اسے قِران کہتے ہیں۔

قِران کرنے والے پر قربانی واجب ہے۔ اگر قربانی میسّر نہ آسکے تو دس روزے رکھے۔ تین مکہ معظّمہ میں ہی اور باقی سات گھر میں واپس آکر رکھے۔

ضروری باتیں

۱)۔ اگر کسی شخص پر حج فرض ہو لیکن کسی مجبوری کی وجہ سے خود حج نہ کرسکتا ہو تو وہ اپنی طرف سے کسی دوسرے شخص کو حج کرواسکتا ہے۔

۲)۔ اگر کوئی شخص گھر سے تو حج کے لئے نکلے۔ مگر حرم میں جا کر کسی بیماری یا دشمن کی وجہ سے رُک جائے تو اسے چاہیئے کہ وہ اپنی قربانی کسی کے پاس مکہ معظّمہ بھیج دے اور خود محرم ہی رہے۔ جب قربانی ذبح ہوجائے تو احرام کھول کر واپس آجائے۔ اس کو حج کا ثواب مل گیا اور اگر اپنی قربانی کو روانہ نہ کرسکے تو اسے وہیں ذبح کردے اور احرام کھول دے۔ اور آئندہ سال پھر حج یا عمرہ جس کے لئے پہلے گیا تھا کرے۔ اور اگر حرم میں داخل ہونے سے پہلے ہی بیمار ہوجائے یا دشمن روک دے تو واپس آجائے اور اگلے سال پھر موقعہ ملنے پر حج کرے۔

۳)۔ اگر کوئی شخص گھر سے حج کے ارادہ سے نکلے مگر راستہ میں فوت

ہوجائے تو اس کو حج کا ثواب مل گیا۔

۴)۔ مکہ معظّمہ میں داخل ہوتے ہی جب بیت اللہ پر نظر پڑے تو یہ دعا کے قبول ہونے کا موقعہ ہے اس وقت جو چاہے دعا کرے۔

۵)۔ طواف باوضو کرنا چاہیئے۔ پہلے تین چکّر دوڑ کر اور باقی چار میانہ چال سے۔ اور اگر کوئی شخص بیمار ہو تو وہ سواری پر بھی طواف کرسکتا ہے۔

۶)۔ طواف سے فارغ ہو کر مُلْتَزَمْ (حجرِ اسود سے دروازہ تک اور دروازہ سے حطیم تک جو دیوار ہے اسے مُلتزَم کہتے ہیں۔) کے ساتھ لپٹ کر دعا اور ذکر الٰہی کرنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ نہایت ہی متبرک دیوار ہے۔

۷)۔ اگر کوئی محرم عرفات سے واپس آنے سے قبل (۹/ذی الحجہ سے پہلے) اپنی بیوی سے جماع کرلے تو اسے اپنا حج پورا کرلینا چاہیئے۔ مگر یہ اس کا وہ حج نہیں سمجھا جائے گا جو اس پر فرض تھا۔ بلکہ اس پر اگلے سال پھر حج فرض ہے۔ اگر طواف افاضہ (۱۰/ذی الحجہ) سے پہلے جماع کرلے تو حج ہو جائے گا۔ بشرطیکہ ایک اونٹ کی قربانی کرے۔

جو محرم اپنا سر منڈوالے۔ تو یا وہ تین دن کے روزے رکھے یا چھ مسکِینوں کو کھانا کھلائے یا ایک بکرے کی قربانی کرے۔

اور اگر کوئی سِلا ہوا کپڑا پہن لے یا خوشبو وغیرہ لگالے تو جو دو عادل مسلمان اس کو حکم دیں۔ مثلاً قربانی دینے کا یا روزے رکھنے کا حکم دیں تو اس پر عمل کرنا

چاہیئے۔

حج کے دنوں میں اگر کوئی شخص چاہے تو وہاں تجارت وغیرہ بھی کرسکتا ہے۔

۸) مکہ معظّمہ میں قربانی کے دن (۱۰/ذی الحجہ کو) حاجی اپنے دوسرے رشتہ داروں اور عزیزوں اور بزرگوں کی طرف سے بھی جو اُس وقت موجود نہ ہوں قربانی کرسکتا ہے۔مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم آپؐ کی ازواج مطہراتؓ حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام،حضرت اُمّ المؤمنینؓ،حضرت خلیفۃُالمسیح الاوّلؓ اور حضرت خلیفۃالمسیح الثانیؓ کی طرف سے قربانی کی جاوے۔

۹)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے چار عمرے اور ایک حج کیا۔جسے حجّۃ الوداع کہتے ہیں۔

۱۰)۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسلام بیمار ہونے اور راستہ میں امن نہ ہونے کی وجہ سے حج کے لئے تشریف نہیں لے جاسکے۔مدّت ہوئی کہ آپ کی طرف سے حج کروادیا گیا۔حضرت خلیفۃالمسیح الاوّل رضی اللہ عنہ بھی حاجی تھے۔اور حضرت خلیفۃالمسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے بھی ۱۹۱۲ء میں حج کیا۔

اَلْوَاحُ الْہدٰے

(از حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ)

۱۔ نونہالانِ جماعت! مجھے کچھ کہنا ہے !
پر ہے یہ شرط کہ ضائع میرا پیغام نہ ہو

۲۔ چاہتا ہوں کہ کروں چند نصائح تم کو !
تا کہ پھر بعد میں مجھ پرکوئی اِلزام نہ ہو

۳۔ جب گزر جائیں گے ہم تم پہ پڑے گا سب بار
سُستیاں ترک کرو طالبِ آرام نہ ہو

۴۔ خدمتِ دین کو اک فضلِ الٰہی جانو
اس کے بدلے میں کبھی طالبِ انعام نہ ہو

۵۔ دل میں ہو سوز تو آنکھوں سے رواں ہوں آنسُو
تم میں اسلام کا ہو مغز فقطؔ نام نہ ہو

۶۔ سر میں نخوت نہ ہو آنکھوں میں نہ ہو برقِ غضب
دل میں کینہ نہ ہو لب پہ کبھی دُشنام نہ ہو

۷۔ خیر اندیشئ احباب رہے مدِّ نظر
عیب چینی نہ کرو مُفسِد و نمّام نہ ہو

۸۔ چھوڑ دو حِرص کرو زُہد و قناعت پَیدا
زر نہ محبوب بنے سیم دل آرام نہ ہو
۹۔ رغبتِ دل سے ہو پابندِ نماز و روزہ
نظر انداز کوئی حصۂ احکام نہ ہو
۱۰۔ پاس ہو مال تو دو اس سے زکوٰۃ و صدقہ
فِکر مسکیں رہے تم کو غمِ ایّام نہ ہو
۱۱۔ حُسن اس کا نہیں کُھلتا تمہیں یہ یاد رہے
دوش مُسلم پہ اگر چادرِ احرام نہ ہو
۱۲۔ عادتِ ذکر بھی ڈالو کہ یہ مُمکن ہی نہیں
دل میں ہو عشقِ صنم لب پہ مگر نام نہ ہو
۱۳۔ عقل کو دین پہ حاکم نہ بناؤ ہرگز !
یہ تو خود اندھی ہے گر نیّرِ الہام نہ ہو
۱۴۔ جو صداقت بھی ہو تم شوق سے مانو اُس کو
عِلم کے نام سے پر تابعِ اَوہام نہ ہو
۱۵۔ دُشمنی ہو نہ محبّانِ محمدؐ سے تمہیں
جو معاند ہیں تمہیں اُن سے کوئی کام نہ ہو
۱۶۔ امن کے ساتھ رہو فِتنوں میں حِصّہ مت لو
باعثِ فکر و پریشانئ حُکّام نہ ہو

۱۷۔ اپنی اِس عمر کو اک نعمتِ عظمیٰ سمجھو
بعد میں تاکہ تمھیں شکوۂ ایّام نہ ہو
۱۸۔ حُسن ہر رنگ میں اچھا ہے مگر خیال رہے
دانہ سمجھے ہو جسے تم وہ کہیں دام نہ ہو
۱۹۔ تم مُدبّر ہو کہ جرنیل ہو یا عالِم ہو
ہم نہ خوش ہوں گے کبھی تم میں گر اِسلام نہ ہو
۲۰۔ سیلف رِسپکٹ کا بھی خیال رکھو تم بے شک
یہ نہ ہو پر کہ کسی شخص کا اکرام نہ ہو
۲۱۔ عُسر ہو یُسر ہو تنگی ہو کہ آسائش ہو
کچھ بھی ہو بند مگر دعوتِ اِسلام نہ ہو
۲۲۔ تم نے دنیا بھی جو کی فتح تو کچھ بھی نہ کِیا
نفس وحشی و جفا کیش اگر رام نہ ہو
۲۳۔ منّ و اِحسان سے اعمال کو کرنا نہ خراب
رشتۂ وصل کہیں قطعِ سرِ بام نہ ہو
۲۴۔ بھُولیو مت کہ نزاکت ہے نصیبِ نِسواں
مرد وہ ہے جو جفا کش ہو گل اندام نہ ہو
۲۵۔ شکلِ مَے دیکھ کے گِرنا نہ مگس کی مانند
دیکھ لینا کہ کہیں دُرد تہِ جام نہ ہو

۲۶۔ یاد رکھنا کہ کبھی بھی نہیں پاتا عِزّت
یار کی راہ میں جب تک کوئی بدنام نہ ہو
۲۷۔ کام مُشکل ہے بہت منزلِ مقصُود ہے دُور
اے مرے اہلِ وفا سُست کبھی گام نہ ہو
۲۸۔ گام زن ہو گے رہِ صِدق و صفا پر گر تم !
کوئی مشکل نہ رہے گی جو سرانجام نہ ہو
۲۹۔ حشُر کے روز نہ کرنا ہمیں رُسوا و خراب
پیارو ! آموُختۂ درسِ وفا خام نہ ہو
۳۰۔ ہم تو جس طرح بنے کام کئے جاتے ہیں
آپ کے وقت میں یہ سِلسلہ بدنام نہ ہو
۳۱۔ میری تو حق میں تمہارے یہ دعا ہے پیارو
سر پہ اللہ کا سایہ رہے ناکام نہ ہو
۳۲۔ ظلمتِ رنُج و غم و درد سے محُفوظ رہو
مہرِ انوار درخُشنُدہ رہے شام نہ ہو

حضرت مُوسیٰ علیہ السّلام

حضرت مُوسیٰ علیہ السّلام آج سے قریباً ساڑھے تین ہزار سال قبل بنی اِسر ائیل میں پَیدا ہوئے۔جس زمانہ میں آپ کی پیدائش ہوئی اُس زمانہ میں فِرعَون بنی اِسر ائیل کے لڑکوں کو قتل کروا دیتا تھا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السّلام پیدا ہوئے تو آپ کی والدہ کو اللہ تعالیٰ نے الہام کِیا کہ اپنے اِس بچہ کو صنُد وق میں بنُد کر کے دریا میں ڈال دے۔ اِس طرح یہ بچّہ بھی زِندہ رہے گا اور تجھے بھی مل جائے گا۔ چنانچہ آپ کی والدہ نے ایسا ہی کیا۔

جب آپ کا صنُد وق فِرعَون کے محل کے سامنے پہنچا تو فِرعَون نے اس کو پکڑ لیا۔کھول کر دیکھا تو اس میں ایک بچّہ تھا۔ فِرعَون کی بیوی کے دل میں رحم آیا۔اُس نے اپنے خاوند سے کہا کہ اِس بچّہ کی ہم پرورش کر لیتے ہیں۔ ممکن ہے کہ یہ بڑا ہوکر ہمارے کام آئے۔تب وہ آپ کو اپنے گھر لے گئے۔اور آپ کی پرورش کا ارادہ کر لیا۔آپ کو دودھ پلانے کی تجویز ہونے لگی تو آپ کی ہمشِیرہ نے جو اُن کے پاس ہی تھیں۔(آپ کی والِدہ کی طرف اشارہ کر کے کہا۔) کہ یہ بچّہ فُلاں عورت کو دے دو۔وہ اس کی اچھی طرح پرورش کرے گی۔تب اُنہوں نے آپس میں مشُورہ کر کے آپ کو آپ کی والدہ کے ہی سُپرد کر دیا۔اور خدا کا وہ وعدہ جو آپ کی والدہ سے تھا، پُورا ہو گیا۔

دودھ کی میعاد گزرنے کے بعد فِرعون کے گھر میں ہی آپ نے پرورش پائی۔ جب آپ جوان ہوئے تو ایک دن آپ کہیں شہر میں سے گزر رہے تھے کہ آپ نے دیکھا کہ دو شخص ایک اِسرائیلی اور دوسرا قِبطی باہم لڑ رہے ہیں۔ آپ نے قبطی کو ایک مُکّا مارا۔ جس سے وہ مر گیا۔

دوسرے دن پھر آپ اُسی طرف سے گُزر رہے تھے تو پھر وہی پہلا اِسرائیلی اور ایک اور شخص باہم لڑ رہے تھے۔ اُس وقت پھر اُس اسرائیلی نے آپ کو اپنی مدد کے لئے بُلایا۔ تو آپ نے جواب دیا کہ تُو بڑا خراب آدمی ہے۔ روز لڑائی جھگڑا کرتا رہتا ہے۔

اِسی اثناء میں ایک شخص آپ کے پاس آیا کہ آپ یہاں سے کسی دُوسری جگہ تشریف لے جائیں۔ کیونکہ فرعون کے وزِیر آپ کو قتل کرنے کے مشُورے کر رہے ہیں۔ اِس پر آپ اُس شہر سے نکل پڑے۔

جب آپ مَدْیَنْ بستی میں پہنچے تو آپ نے دیکھا کہ ایک کنوئیں پر لوگ تو اپنے مویشیوں کو پانی پِلا رہے ہیں مگر دو لڑکیاں اپنے مویشیوں کو لے کر پیچھے کھڑی ہو کر اِنتظار کر رہی ہیں کہ جب یہ لوگ چلے جائیں تو پھر پانی پلائیں۔ آپ کے دل میں رحم آیا اور آپ نے اُن کے مویشیوں کو پانی پلا دیا۔ فارغ ہونے کے بعد آپ نے وہاں دعا مانگی۔ رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ [1]

---

[1] اے میرے رب تو مجھ پر اپنی طرف سے خیر نازل کر کہ میں محتاج ہوں۔ منہ

آپ ابھی وہیں تشریف رکھتے تھے کہ اُن میں سے ایک لڑکی آئی اور اُس نے آپ کو یہ پیغام دیا کہ میرا باپ آپ کو بلا رہا ہے۔آپ وہاں تشریف لے گئے۔تو اُس کے باپ نے کہا کہ میرا اِرادہ ہے کہ میں اپنی ایک لڑکی کا نکاح آپ سے کردوں۔لیکن شرط یہ ہے کہ آپ آٹھ سال میرے مُلازم رہیں۔آپ نے اسے منظُور فرمالیا اور مُعاہدہ ہوگیا۔

جب آپ اُس مِیعاد کے بعد اپنی بیوی کو لے کر پھر اپنے وطن کی طرف چلے تو راستہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ سے کلام کیا۔اور کہا اے موسیٰ! جاؤ میں تم کو اپنا رسُول بناتا ہوں۔تم فرعون کے پاس جاؤ۔اُس کو وعظ ونصیحت کرو، اور اُس کو ایمان لانے کے لئے حکم دو۔آپ نے جواب دیا۔یَا الٰہی! چُونکہ میں اُن کا قصور وار ہوں۔اِس لئے وہ کہیں مجھے قتل ہی نہ کردیں۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔میں خود تمہاری حفاظت کروں گا۔

یدِ بَیضاء اور آپ کے سوٹے کے سانپ بن جانے کا مُعجزہ آپ کو عطا فرمایا۔آپ نے اللہ تعالیٰ کے سامنے یہ عُذر بھی پیش کیا کہ میری زبان میں کچھ لُکنت ہے۔(اچھی طرح تقریر وغیرہ نہیں کرسکتا۔) تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے بڑے بھائی ہارُون علیہ السّلام کو بھی نبی بنا کر آپ کا مددگار بنا دیا۔جب آپ فرعون کے پاس آئے اور اُس کے سامنے اپنی نبوّت اور رسالت کو پیش کِیا تو وہ اِستہزاء کے ساتھ آپ سے پیش آیا۔اور کہنے لگا کہ تُو نے ہمارے گھر میں

پرورش پائی اور آج رسُول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور آپ کا اِنکار کر دیا۔ آپ نے وہ خدا کے دِئے ہوئے نشانات بھی اُن کو دکھائے۔ مگر انہوں نے پھر بھی آپ کا اِنکار کر دیا۔ اور کہا کہ اے موسیٰ! تو جادُوگر ہے۔ اِس لئے ہم تیرے مقابلہ کے لئے جادوگر بلاتے ہیں۔ تب انہوں نے آپ کے ساتھ مقابلہ کے لئے ایک دن اور وقت مقرر کر کے تمام بڑے بڑے جادُوگر بلائے۔

جب جادُوگر مقابلہ کے لئے آ گئے تو انہوں نے لوگوں کے سامنے رسّیاں پھینکیں جو سانپوں کی طرح نظر آنے لگیں۔ تب آپ نے اُن کے مقابلہ میں اپنا عَصا پھینکا۔ تو وہ اژدہا بن کر سب رسّیوں کو نگل گیا۔ یہ مُعجزہ دیکھ کر جادُوگر تو آپ پر اِیمان لے آئے۔ مگر فرعون نے کہا کہ اے موسیٰ! تو بڑا جادُوگر ہے۔ اور یہ سب تیرے شاگرد ہیں۔ اِس لئے تم نے ہمیں دھوکا دیا ہے اور ہمارے ساتھ چالاکی کی ہے۔ اور جادُوگروں سے مُخاطِب ہو کر کہنے لگا کہ تم میری اجازت کے بغیر اِس پر ایمان لے آئے ہو۔ اِس لئے میں تم کو صلیب دوں گا۔ جادُوگروں نے جواب دیا کہ جو چاہو کرو۔ اب ہم خدا کے رسُول پر ایمان لے آئے ہیں۔ اِس لئے ہمیں کوئی ڈر نہیں۔

غرضیکہ فرعونیوں میں سے کوئی بھی آپ پر ایمان نہ لایا۔ بلکہ آپ پر ایمان لانے والے بنی اسرائیل کو بھی سخت تکلیفیں دینے لگے۔ تب آپ کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ بنی اسرائیل کو یہاں سے لے کر نکل جاؤ۔ تب آپ اُن کو لے کر نکلے۔

فرِعون کو جب یہ معلوم ہُوا تو اس نے اپنی فوجوں کے ساتھ آپ کا تعاقب کیا۔جب آپ بحیرۂ قُلزم پر پہنچے تو سامنے پانی تھا اور پیچھے فرعون اور اُس کا لشکر۔تب آپ کے ساتھی بہت گھبرائے۔اُس وقت آپ کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اپنا عصا اِس پانی پر مارو۔آپ نے جب عصا مارا تو پانی دوٹکڑے ہوگیا اور آپ اپنی جماعت کو لے کر پار نکل گئے۔

فرعون اور اُس کا لشکر بھی آپ کے تعاقب میں تھا۔جب وہ اُس میں سے گزرنے لگے تو اُوپر سے پانی آ گیا۔اور فرعون اور اُس کا تمام لشکر غرق ہو گیا۔

فرعون نے غرق ہوتے وقت کہا۔اے خدا! جو موسیٰ اور ہارون کا رب ہے مَیں تجھ پر ایمان لاتا ہوں۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اب ایمان لانے کا کیا فائدہ؟ تاہم میں تیری لاش کو قیامت تک رکھوں گا۔تا دنیا میں نشان رہے۔چنانچہ فرعون کی لاش آج تک اُسی طرح مِصر کے عجائب گھر میں موجود ہے۔جس سے اللہ تعالیٰ کے کلام کی تصدیق ہوتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے مثِیل ہیں۔حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو اللہ تعالیٰ نے توریت عطا فرمائی تھی۔جو بنی اسرائیل کے لئے شریعت تھی۔جب بنی اِسرائیل نے توریت کو بدل دیا اور گمراہ ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کو قرآن شریف دے کر دنیا میں بھیج دیا۔جو قیامت تک سب دنیا کے لئے شریعت کی کتاب ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کی اُمّت میں چودھویں صدی میں حضرت مسیح بن مریم علیہ السّلام کو بھیج دیا۔ اِسی طرح آنحضرت صلّے اللہ علیہ وسلّم کی اُمّت میں بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السّلام کو چودھویں صدی میں مسیح موعود بنا کر بھیج دیا ہے۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ

حضرت محمد رسُولُ اللہ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ

گزشتہ سے پیوستہ

(از حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ)

چونکہ ہر نبی کے لئے عام تبلیغ کرنی ضروری ہوتی ہے۔آپؐ نے ایک دن ایک بلند جگہ پر کھڑے ہو کر مُختلِف گھرانوں کے نام لے کر بلانا شروع کِیا۔چونکہ لوگ آپؐ پر بہت ہی اِعتبار رکھتے تھے۔سب لوگ جمع ہونے شروع ہو گئے۔اور جو لوگ خود نہ آسکتے تھے انہوں نے اپنے قائم مقام بھیجے تا کہ سُنیں کہ آپؐ کیا کہتے ہیں۔

جب سب آ کر جمع ہوئے تو آپؐ نے فرمایا۔اے اہلِ مکّہ! اگر مَیں تم کو یہ ناممکن خبر دوں کہ مکّہ کے پاس ہی ایک بڑا لشکر اُترا ہُوا ہے جو تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو کیا تم میری بات مان لو گے؟

یہ بات بظاہر ناممکن تھی۔کیونکہ مکّہ اہل عرب کے نزدیک ایک مُتبرّک

مقام تھا اور یہ خیال بھی نہیں ہوسکتا تھا کہ کوئی قوم اِس پر حملہ کر کے آئے گی۔اور پھر یہ بھی بات تھی کہ مکّہ کے جانور دُور دُور تک چرتے تھے۔اگر کوئی لشکر آتا تو ممکن نہ تھا کہ جانور چرانے والے اُس سے غافِل رہیں۔اور دوڑ کر لوگوں کو خبر نہ دیں۔مگر باوجود اس کے کہ یہ بات ناممکن تھی سب لوگوں نے کہا کہ ''ہم آپ کی بات ضرور مان لیں گے۔کیونکہ آپؐ کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔''

آپؐ نے فرمایا کہ جب تم گواہی دیتے ہو کہ میں کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔تو مَیں تم کو بتاتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اس لئے مبعُوث فرمایا ہے کہ میں اُس کا پَیغام تم کو پہنچاؤں۔اور سمجھاؤں کہ جو کام تم کرتے ہو اُس کا نتیجہ اچھا نہیں ہوگا۔

یہ بات سنتے ہی لوگ بھاگ گئے اور کہا کہ ''یہ شخص پاگل ہوگیا ہے یا جھوٹا ہے۔''اور تمام شہر میں شور پڑ گیا۔

جو لوگ آپؐ پر ایمان لائے تھے اُن پر نہایت سختیاں ہونے لگیں۔بھائی نے بھائی کو چھوڑ دیا۔ماں باپ نے بچّوں کو نکال دیا۔آقاؤں نے نوکروں کو دُکھ دینا شروع کِیا۔چَودہ چَودہ، پندرہ پندرہ سالہ نوجوانوں کو جو کسی رُسم و رِواج کے پابند نہ تھے بلکہ مذہب کی تحقِیق میں اپنی عقل سے کام لیتے تھے اور اسی لئے جلد آپؐ پر ایمان لے آتے تھے،اُن کے ماں باپ قید کر دیتے اور کھانا اور پانی دینا بند کر دیتے تاکہ وہ توبہ کرلیں۔مگر وہ ذرّہ بھی پروا نہ کرتے تھے۔اور خُشک ہونٹوں اور گڑھوں میں گھسی ہوئی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول

رہتے، یہاں تک کہ ماں باپ آخر اس ڈر سے کہ کہیں مر نہ جائیں اُن کو کھانا پینا دے دیتے۔ مگر نَو جوانوں پر تو رحم کرنے والے لوگ موجود تھے۔ جو غلام آپؐ پر ایمان لائے اُن کی حالت نہایت نازک تھی۔ اور یہی حال دوسرے غُرباء کا تھا جن کی مدد کرنے والا کوئی نہ تھا۔

غُلاموں کو لوہے کی زِرہیں پہنا دیتے تھے۔ اور پھر ان کو سورج کے پاس کھڑا کر دیتے تھے تا کہ موسم گرم ہو کر ان کا جِسم جُھلس جائے۔ (یہ مدّ نظر رکھنا چاہیئے کہ وہ عرب کا سورج تھا نہ کہ اِنگلستان کا۔) بعض کی لاتوں میں رسّیاں ڈال کر ان کو زمین پر گھسیٹتے تھے۔ بعض دفعہ لوگ لوہے کی سِیخیں گرم کر کے اُن سے مسلمانوں کا جِسم جلاتے تھے اور بعض دفعہ سُوئیوں سے اُن کے چمڑوں کو اِس طرح چھیدتے تھے جس طرح کہ کپڑا سِیتے ہیں۔ مگر وہ ان سب باتوں کو برداشت کرتے تھے۔ اور عذاب کے وقت کہتے جاتے تھے کہ وہ ایک خدا کی پرستش کو نہیں چھوڑ سکتے۔ ایک عورت جو نہایت ہی پُختہ مسلمان تھی۔ اس کے پیٹ میں نیزہ مار کر اُس کو مار دیا۔

خود رسولِ کریم صلّے اللہ علیہ وسلّم کو بھی بہت دُکھ دیتے تھے۔ گو ڈرتے بھی تھے۔ کیونکہ آپؐ کے خاندان کی مکہ میں بہت عزّت تھی۔ لوگ آپؐ کو گالیاں دیتے۔ بعض دفعہ نماز میں جب آپؐ سجدہ کرتے تو سر پر اوجھڑی ڈال دیتے۔ کبھی سر پر راکھ پھینک دیتے۔ ایک دفعہ آپؐ سجدہ میں تھے کہ ایک شخص آپؐ کی

گردن پر پاؤں رکھ کر کھڑا ہو گیا اور دیر تک اُس نے آپؐ کو اِس طرح دبائے رکھا۔ایک دفعہ آپؐ عبادت کے لئے مسجدِ مکّہ میں گئے تو آپؐ کے گلے میں کپڑا ڈال کر گُھونٹنا شروع کر دیا۔مگر باوجود اِن مخالفتوں کے آپؐ تبلیغ میں لگے رہتے اور ذرّہ پروانہ کرتے۔

جہاں بھی لوگ بیٹھے ہوتے آپؐ وہاں جا کر اُن کو تعلیم دیتے کہ خدا تعالیٰ ایک ہے۔اُس کے سِوا کوئی شخص مَعبُود نہیں۔نہ اُس کا کوئی بیٹا ہے نہ بیٹی۔نہ اُس سے کوئی پیدا ہوُا اور نہ وہ کسی کا بیٹا ہے۔نہ زمین میں نہ آسمان میں اُس کا کوئی شریک نہیں۔اُس پر ایمان لانا چاہیئے۔اور اُس سے دعائیں مانگنی چاہیئیں۔وہ لطِیف ہے اُس کو کوئی نہیں دیکھ سکتا۔اُس میں سب طاقتیں ہیں۔اُسی نے دنیا کو پیدا کیا ہے اور جب لوگ مر جاتے ہیں تو اُن کی رُوحیں اُسی کے پاس جاتی ہیں۔اور ایک زندگی اُن کو دی جاتی ہے اور چاہیئے کہ انسان اُس کی محبّت کو اپنے دل میں پیدا کرے۔اور اُس سے تعلق کو مضبوط کرے۔اور اُس سے قریب ہونے کی خواہش کرے۔اور اپنے خیالات اور اپنی زبان کو پاک کرے۔جھوٹ نہ بولے۔قتل نہ کرے۔فساد نہ کرے۔چوری نہ کرے۔ڈاکہ نہ مارے۔عَیب نہ لگائے۔طعنہ نہ کرے۔بدکلامی نہ کرے۔ظلم نہ کرے۔حسد نہ کرے۔اپنے وقت کو اپنے آرام اور عیاشی میں صَرف نہ کرے۔بلکہ بنی نوع انسان کی ہمدردی اور بہتری میں لگا رہے اور محبّت اور امن کی اِشاعت کرے۔

یہ تعلیم تھی جو آپ دیتے۔مگر باوجود اس کے کہ یہ تعلیم اعلیٰ درجہ کی تھی۔لوگ آپؐ پر ہنستے۔مکّہ کے لوگ سخت بُت پرست تھے۔اور سَینکڑوں بُت بنا کر اپنے مَعْبد میں رکھے ہوئے تھے جن کے سامنے وہ روزانہ عبادت کرتے تھے۔اور جن کے آگے باہر سے آنے والے لوگ نذرانے چڑھاتے تھے۔جن پر کئی معزّز خاندانوں کا گُذارہ تھا۔اُن لوگوں کے لئے ایک خدا کی عبادت بالکل عجیب تعلیم تھی۔وہ اِس بات کو سمجھ ہی نہیں سکتے تھے کہ خدا تعالیٰ کیوں اِنسان کی شکل میں کسی پتّھر کے بُت میں ظاہر نہیں ہوسکتا۔وہ ایک نہ نظر آنے والے خدا کا تخیّل ناممکنات سے سمجھتے تھے۔

پس جب وہ آپؐ کو دیکھتے۔ہنستے اور کہتے کہ دیکھو۔''اِس شخص نے سب خداؤں کو اِکٹھا کر دیا ہے۔'' کیونکہ وہ خیال کرتے تھے کہ کئی خداؤں کے ہونے میں تو کوئی شُبہ ہی نہیں۔

پس محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کہتے ہیں کہ ایک ہی خدا ہے۔اِس سے مراد اُن کی یہ ہے کہ اُنہوں نے اب سب خداؤں کو اکٹھا کر کے ایک ہی بنا دیا ہے۔اور اپنی اِس غلط فہمی کی بے ہُودگی کو آپؐ کی طرف منسُوب کر کے خوب قہقہے لگاتے۔

بعث بعد الموت کا عقیدہ بھی اُن کے لئے عجیب تھا۔اور ہنستے اور کہتے کہ یہ شخص خیال کرتا ہے کہ جب ہم مر جائیں گے تو زِندہ ہوں گے۔

جب مسلمانوں کی تکلیفیں بہت بڑھ گئیں تو رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہؓ کو

اجازت دے دی کہ وہ حبشہ کو جو اُس وقت بھی ایک مسیحی حکومت تھی ہجرت کر کے چلے جاویں۔ چنانچہ اکثر مسلمان مرد وعورت اپنا وطن چھوڑ کر افریقہ کو چلے گئے۔

مکّہ والوں نے وہاں بھی اُن کا پیچھا نہ چھوڑا۔ بادشاہ کے پاس ایک وفد بھیجا کہ اِن لوگوں کو واپس کر دیں۔ تاکہ ہم اِن کو سزا دیں۔

مسیحی بادشاہ بہت ہی مُنصِف مزاج تھا۔ جب اُس کے پاس وفد پہنچا تو اُس نے دوسرے فریق کا بھی بیان سُننا پسند کیا۔ اور مسلمان دربارِ شاہی میں بلائے گئے۔ یہ واقعہ نہایت ہی دردناک ہے۔ ہم قوموں کے ظُلم سے تنگ آ کر اپنے وطن کو خیر باد کہنے والے مسلمان ابی سینیا کے بادشاہ کے دربار میں اِس خیال سے پیش ہوتے ہیں۔ کہ اب شاید ہم کو ہمارے وطن کو واپس کرا دیا جائے گا۔ اور ظالم اہلِ مکّہ اَور بھی زیادہ ظلم ہم پر کریں گے۔

جب وہ بادشاہ کے سامنے پیش ہوئے تو اُس نے پوچھا کہ تم میرے ملک میں کیوں آئے ہو؟

مسلمانوں نے جواب دیا کہ اے بادشاہ! ہم پہلے جاہِل تھے۔ اور ہمیں نیکی اور بدی کا کوئی علم نہ تھا۔ بُتوں کو پُوجتے تھے اور خدا تعالیٰ کی توحید سے ناواقِف تھے۔ ہر ایک قِسم کے بُرے کام کرتے تھے۔ ظُلم، ڈاکہ، قتل، بدکاری ہمارے نزدیک معیُوب نہ تھے۔ ابھی اللہ تعالیٰ نے محمّد (صلّے اللہ علیہ وسلّم) کو مبعوث کیا۔ اُس نے ہمیں ایک خدا کی پرسّتِش سکھائی۔ اور بدیوں سے ہمیں

روکا۔ اِنصاف اور عدل کا حکم دیا۔ محبّت کی تعلیم دی اور تقوٰی کا راستہ بتایا۔ تب وہ لوگ جو ہمارے بھائی بند ہیں ۔ اُنہوں نے ہم پر ظلم کرنا شروع کیا۔ ہم کو طرح طرح کے دُکھ دینے شروع کئے ۔ ہم آخِر تنگ آ کر اپنا وطن چھوڑنے پر مجبور ہو گئے ۔ اور تیرے ملک میں آئے ہیں ۔ اب یہ لوگ ہمیں واپس لے جانے کے لئے یہاں بھی آ گئے ہیں ۔ ہمارا قصور اِس کے سوا کوئی نہیں کہ ہم اپنے خدا کے پرستار ہیں ۔

اس تقریر کا بادشاہ پر ایسا اثر ہؤا کہ اُس نے مسلمانوں کو واپس کرنے سے اِنکار کر دیا۔

مکّہ کے وفد نے درباریوں سے ساز باز کر کے پھر بھی دوسرے دن بادشاہ کے سامنے وہی سوال پیش کیا اور کہا کہ یہ حضرت مسیحؑ کو گالیاں دیتے تھے۔

بادشاہ نے پھر دوبارہ مسلمانوں کو بلایا۔ اُنہوں نے جو اِسلام کی تعلیم مسیحؑ کے متعلق ہے بیان کر دی۔ کہ ہم اُن کو خدا تعالیٰ کا پیارا اور نبی مانتے ہیں ۔ ہاں ہم اُنہیں کسی طرح بھی خدائی کے قابِل نہیں جانتے ۔ کیونکہ ہمارے نزدیک خدا تعالیٰ ایک ہے۔

اِس بات پر درباری جوش میں آ گئے اور بادشاہ سے مطالبہ کِیا کہ وہ ان کو سزا دے ۔ مگر بادشاہ نے کہا کہ میرا یہی عقیدہ ہے۔ اور اِس عقیدہ کی وجہ سے اِن لوگوں کو ظالموں کے ہاتھوں میں نہیں دے سکتا۔

پھر درباریوں سے کہا کہ مجھے تُمہارے غُصّہ کی بھی پرواہ نہیں ہے ۔ خدا

کو بادشاہت پر ترجیح دیتا ہوں۔

اِدھر اہلِ مکّہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو اور زیادہ تکلیفیں دینی شروع کیں۔اور آخر آپ ؐ کے چچا جو مکّہ کے بڑے رئیس تھے اور اُن کی وجہ سے لوگ آپ ؐ کو زیادہ دُکھ دینے سے ڈرتے تھے کہا کہ ''آپ کسی اور رئیس کا لڑکا اپنا لڑکا بنا لیں۔اور محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) کو ہمارے حوالے کر دیں۔تا ہم اُس کو سزا دیں۔''

اُنہوں نے کہا۔''یہ عجیب درخواست ہے۔تم چاہتے ہو کہ مَیں تمہارے لڑکے کو لے کر اپنا مال اُس کے حوالے کر دوں اور اپنے لڑکے کو تمہارے حوالے کر دوں کہ تم اُسے دُکھ دے دے کر مار دو؟ کیا کوئی جانور بھی ایسا کرتا ہے کہ اپنے بچّہ کو مارے اور دوسرے کے لڑکے کو پیار کرے؟''

جب اہلِ مکّہ نا اُمید ہوئے تو انہوں نے درخواست کی کہ اچھا۔''آپ اپنے بھتیجے کو یہ سمجھائیں کہ وہ خدا تعالیٰ کے ایک ہونے پر اِس قدر زور نہ دیا کرے اور یہ نہ کہا کرے کہ بُتوں کی پرستش جائز نہیں۔اَور جو کچھ چاہے کہے۔''

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کو ان کے چچا نے بلا کر کہا کہ مکّہ کے رؤساء ایسا کہتے ہیں۔کیا آپ ؐ اُن کو خوش نہیں کر سکتے؟

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے جواب دیا کہ ''آپ کے مجھ پر بہت احسان ہیں۔مگر میں آپ کے لئے خدا کو نہیں چھوڑ سکتا۔اگر آپ کو لوگوں کی مخالفت کا خوف ہے تو آپ مجھ سے الگ ہو جائیں۔مگر میں اُس صداقت کو جو

مجھے خدا سے ملی ہے ضرور پیش کروں گا۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ میں اپنی قوم کو جہالت میں مبتلا دیکھوں۔ اور خاموش بیٹھا رہوں۔‘‘

جب اہلِ مکّہ کو اِس سے بھی ناامیدی ہوئی۔ تو انہوں نے ایک رئیس کو اپنے میں سے چُنا۔ اور اُس کی معرفت آپؐ کو کہلا بھیجا کہ آپ یہ بتائیں کہ ملک میں یہ فساد آپؐ نے کیوں مچا دیا ہے؟ اگر آپؐ کی یہ غرض ہے کہ آپؐ کو عزّت مِل جائے۔ تو ہم سب شہر میں آپؐ کو معزز قرار دے دیتے ہیں۔ اگر مال کی خواہش ہے تو ہم سب شہر کے لوگ اپنے مالوں کا ایک ایک حِصّہ الگ کر کے دے دیتے ہیں۔ جس سے آپؐ سارے شہر سے زیادہ امیر ہوجائیں گے۔ اگر حکومت کی خواہش ہے تو ہم آپؐ کو اپنا بادشاہ بنانے کے لئے تیار ہیں۔ اگر شادی کی خواہش ہے تو جس عورت سے آپؐ چاہیں۔ آپؐ کی شادی کرادی جائے گی۔ مگر آپؐ ایک خدا کی پرستش کی تعلیم نہ دیں۔‘‘

جس وقت وفد نے یہ پیغام آپؐ کو آ کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ ’’دیکھو! اگر سورج کو میرے ایک طرف اور چاند کو میرے دوسری طرف لا کر کھڑا کردو۔ یعنی یہ دنیا کا مال تو کیا ہے۔ اگر چاند اور سورج کو بھی میرے قبضہ میں دے دو۔ تب بھی مَیں اِس تعلیم کو نہیں چھوڑوں گا۔‘‘

اِس وقت تک کُل اَسّی آدمی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم پر ایمان لائے تھے۔ مگر جب مکّہ کے ظلموں کی خبر باہر پہنچی تو لوگوں نے تحقیقات کے لئے مکّہ آنا

شروع کیا۔اِس پر اہل مکّہ بہت گھبرائے۔اوراُنہوں نے شہر کی سڑکوں پر پہرے مقرر کر دِئے کہ کوئی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے نہ مل سکے۔اورارادہ کیا کہ آپؐ کوقتل کردیں۔اِس پرآپؐ کے چچا اور دیگر رشتہ دار آپؐ سمیت ایک وادی میں چلے گئے۔تا کہ آپؐ کی حفاظت کریں۔

پس جب اِس طرح بھی کام نہ چلتا دیکھا تو سب اہل مکّہ نے معاہدہ کرلیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کا اور آپؐ کے خاندان اور تمام مسلمانوں کا مُقاطِعہ (بائِیکاٹ) کیا جائے۔اورکوئی شخص اِن کے پاس کوئی کھانے پینے کی چیز فروخت نہ کرے۔اور نہ اِن سے شادی بیاہ کا تعلق کیا جائے اور نہ اِن سے کبھی صُلح کی جائے۔جب تک کہ وہ آپؐ کوقتل کے لئے نہ دے دیں۔

مکّہ ایک اکیلا شہر ہے۔اِس کے اِردگرد چالِیسؔ مِیل تک اورکوئی شہر نہیں۔ پس یہ فیصلہ سخت تکلیف دِہ تھا۔مکّہ والوں نے پہرے لگا دِئے کہ کوئی شخص اِن کے ہاتھ کوئی کھانے کی چیز فروخت نہ کرے۔اور برابر تین سال تک اُس سخت قَید میں آپؐ کو رہنا پڑا۔راتوں کے اندھیروں میں پوشِیدہ طور پرجس قدر غلّہ وہ داخل کر سکتے تھے،کر لیتے۔مگر پھر بھی اِس قدر نگرانی میں وہ لوگ کہاں تک انتظام کر سکتے تھے۔بہت دفعہ کئی دن جھاڑیوں کے پتّے اورشاخوں کے چھلکے کھا کر ان کو گزارہ کرنا پڑتا تھا۔

ایک صحابیؓ کہتے ہیں کہ اُن تکلیف کے دِنوں میں سب کی صِحتیں خراب

ہو گئیں۔ اور پیٹ پُشت سے لگ گئے۔ ہفتہ نہیں۔ دو ہفتہ نہیں۔ تین سال متواتر وہ بہی خواہِ بنی نوع انسان اپنے ماننے والوں کے ساتھ صرف اِس لئے دُکھ دیا گیا کہ وہ کیوں خدائے واحِد کی پرستش اور اخلاق کی اعلیٰ تعلیم دیتا ہے؟ مگر اُس نے اِن تکالیف کی ذرّہ بھی پرواہ نہیں کی۔

تین سال کی متواتر تکلیف کے بعد بعض رؤساء مکّہ کی اِنسانیت اِس ظالمانہ فِعل پر بغاوت کرنے لگی۔ اور اُنہوں نے اُس معاہدہ کو جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے خلاف کیا گیا تھا چاک کر دیا۔ اور آپؐ اُس وادی سے نکل کر باہر آ گئے۔ مگر آپؐ کے بُوڑھے چچا اور وفادار بیوی اِن صدمات کے اثر سے نہ بچ سکے۔ اور کچھ دنوں کے بعد فوت ہو گئے۔

اہلِ مکّہ کی بے پرواہی کو دیکھ کر آپؐ نے عرب کے دوسرے شہروں کی طرف توجہ کی۔ اور طائِف کے لوگوں کو خدائے واحِد کی پرستش کی دعوت دینے کے لئے تشریف لے گئے۔

طائِف مکّہ سے ساٹھ میل کے فاصلہ پر ایک پُرانا شہر ہے۔ اِس شہر کے لوگوں کو جب آپؐ نے خدا کا کلام سُنایا تو وہ مکہ والوں سے بھی زیادہ ظالم ثابت ہوئے۔ پہلے اُنہوں نے گالیاں دِیں۔ پھر کہا شہر سے نِکل جاویں۔ جب آپؐ واپس آ رہے تھے تو بدمعاشوں اور کُتّوں کو آپؐ کے پیچھے لگا دیا۔ پتھر پر پتھر چاروں طرف سے آپؐ پر پڑتے تھے اور کُتّے پیچھے دوڑتے تھے۔ سر سے پاؤں

تک آپؐ خون سے تر بتر تھے۔مگر اُس وقت اُن ظالموں کی نسبت جو خیالات آپؐ کے دل میں مَوجزن تھے وہ اُن الفاظ سے ظاہر ہیں جو اُس سنگساری کے وقت آپؐ کی زبان پر جاری تھے۔آپ خون پُونچھتے تھے اور فرماتے جاتے تھے کہ اے خدا! اِن لوگوں کو معلوم نہیں کہ مَیں جو کچھ ان لوگوں کو کہتا ہوں سچ اور دُرسُت ہے۔اور یہ جو کچھ کر رہے ہیں اچھا سمجھ کر کر رہے ہیں۔اس لئے تُو اِن پر ناراض نہ ہو اور اِن پر عذاب نازل نہ کر۔ بلکہ ان کو سچّائی کے قبول کرنے کی توفِیق دے۔لیکن تکلیف کے وقت میں کیسے محبت سے بھرے ہوئے الفاظ کہے گئے ہیں۔کیا اِن سے بڑھ کر ہمدردی کی مثال کہیں مل سکتی ہے؟

سچ چُھپا نہیں رہتا۔آپؐ کی تعلیم کی خبریں باہر مشہور ہوئیں۔اور یثرب نامی ایک شہر کے لوگ (جسے اب مدِینہ کہتے ہیں۔) حج کے لئے مکّہ آئے تو آپؐ سے بھی ملے۔آپؐ نے ان کو اِسلام کی تعلیم دی۔اور اُن کے دلوں پر اُس نے ایسا گہرا اثر کیا کہ اُنہوں نے واپس جا کر اپنے شہر کے لوگوں سے ذکر کیا اور ۷۰ آدمی دوسرے سال تحقیق کے لئے آئے۔جو سب اسلام لے آئے۔اور اُنہوں نے درخواسُت کی کہ آپؐ اُن کے شہر میں چلے جائیں۔مگر آپؐ نے اُس وقت اُن کی بات پر عمل کرنا مُناسب نہ سمجھا۔ہاں وعدہ کیا کہ جب ہجرت کا موقعہ ہوگا آپؐ مدِینہ تشریف لائیں گے۔

جب اہلِ مکّہ کو معلوم ہوُا کہ اب باہر بھی آپؐ کی تعلیم پھیلنی شروع ہوئی ہے تو

اُنہوں نے ہر قبیلہ میں سے ایک ایک آدمی چُنا۔ تا کہ سب مل کر آپؐ کو رات کو قتل کر دیں۔ اور یہ اِس لئے کیا کہ اگر آپؐ کی قوم اِس کو ناپسند کرے تو وہ سب قوموں کے اِجتماع سے ڈر کر بدلہ نہ لے سکیں۔ آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے پہلے سے بتادیا تھا۔ آپؐ اُسی رات مکہ سے نکل کر ابوبکرؓ کو ساتھ لے کر مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ جہاں کے لوگوں پر اِسلام کی تعلیم کا ایسا اثر ہوا کہ تھوڑے ہی عرصہ میں قریبًا سب مدینہ کے لوگ اسلام لے آئے۔ اور آپؐ کو انہوں نے اپنا بادشاہ بنالیا۔ اور اِس طرح وہ کونے کا پتھر جسے اُس شہر کے معماروں نے ردّ کر دیا تھا، مدینہ کی حکومت کا تاج بنا۔

اِس ترقی کے زمانہ میں بھی آپؐ نے اپنا شُغل تعلیم اور وعظ ہی رکھا۔ اور اپنی سادہ زِندگی کو کبھی نہیں چھوڑا۔ آپؐ کا شغل یہ تھا کہ آپؐ لوگوں کو خدائے واحِد کی پرستش کی تعلیم دیتے۔ اخلاق فاضِلہ اور معاملات کے متعلّق اسلامی احکام لوگوں کو سِکھلاتے۔ پانچ وقت نماز خود آ کر مسجِد میں پڑھاتے۔ (مسلمانوں میں بجائے ہفتہ میں ایک مرتبہ عبادت کرنے کے پانچ دفعہ روز مَسجِد میں جمع ہو کر عبادت کی جاتی ہے۔) جن لوگوں میں جھگڑے ہوتے آپؐ فیصلہ کرتے۔ ضروریاتِ قومی کی طرف توجہ کرتے۔ جیسے تجارت، تعلیم، حِفظانِ صحت وغیرہ۔ اور پھر غُرباء کے حالات معلوم کرتے اور اُن کی ضروریات کو پُورا کرنے کی کوشش کرتے۔ حتیّٰ کہ جِن لوگوں کے گھروں میں کوئی سَودا لا دینے والا نہ ہوتا

اُن کے لئے سَودا لا دیتے۔ پھر باوجود اِن سب کاموں کے کبھی بچّوں کے اندر قومی رُوح پیدا کرنے کے لئے اُن میں جا کر شامِل ہوجاتے اور اُن کو اُن کی کھیلوں میں جوش دِلاتے۔ جب گھر میں داخِل ہوتے تو اپنی بیویوں سے مل کر گھر کا کام کرنے لگتے۔ اور جب رات ہوتی اور سب لوگ آرام سے سوجاتے۔ تو آپؓ آدھی رات کے بعد اُٹھ کر رات کی تارِیکی میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغُول ہوجاتے۔ یہاں تک کہ بعض مرتبہ کھڑے کھڑے آپؓ کے پاؤں سُوج جاتے۔ (باقی)

حضرت عُثمان

رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ

حضرت عُثمان رَضِیَ اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے تیسرے خلِیفہ تھے۔

آپ کے والد کا نام عفّان تھا۔ آپ کی کُنیت ابُوعبدُ اللہ اور ابُوعُمر تھی۔

آپ کپڑے کی تجارت فرماتے تھے۔ اور کافی دَولت مند تھے۔

آپ بنُو اُمیّہ میں سے تھے اور کافی عزّت ووجاہت رکھتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم پر ایمان لانے کے لحاظ سے آپ کا چوتھا یا پانچواں نمبر ہے۔ جس وقت آپ ایمان لائے اُس وقت آپ کی عمر ۳۰ سال کی تھی۔ ایمان لانے کی

وجہ سے آپ کو بھی کافی تکالِیف کا سامُنا کرنا پڑا۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ کے چچا نے آپ کو رسّیوں سے باندھ کر خوب پِیٹا۔ مگر آپ نے اُن تکالیف کو بڑی خوشی سے برداشت کیا۔ اور اُف تک نہ کی۔

جب تکالِیف بہت بڑھ گئیں تو آپ اپنے اہل وعیال سمیت حبُشہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ جہاں چنُد سال بسر کرنے کے بعد جب پھر آپ مکّہ تشریف لائے تو پھر وہی تکالِیف بدستُور تھیں۔ ہجرت کے حکم کے بعد پھر آپ مدِینہ تشریف لے گئے۔ اور تا شہادت وہیں قیام فرمارہے۔

آپ کو یہ فخر بھی حاصِل ہے کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے خلِیفہ ہونے کے علاوہ آپ کے داماد بھی تھے۔ پہلے آپ سے حضورؐ کی صاحبزادی رُقیہؓ کی شادی ہوئی۔ جب آپ فوت ہوگئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی دوسری صاحبزادی اُمِّ کلثُومؓ سے آپ کی شادی ہوئی۔ اِسی لئے آپ کو ذُوالنُّورَین کہا جاتا ہے۔ جب آپ بھی وفات پاگئیں تو حضور علیہ السّلام نے فرمایا کہ اگر میری کوئی اور لڑکی بھی ہوتی تو مَیں اُس کی بھی عثمانؓ کے ساتھ شادی کر دیتا۔ غرض یہ سب آپ کے اوصافِ حمِیدہ اور خصائل پسنُدیدہ کی وجہ سے ہی تھا۔

آپ نے اپنے مال وجان کے ساتھ اِسلام کی بہت مدد کی۔ اپنا سارا مال اِسلام کی راہ میں پانی کی طرح بہادیا۔ اور کئی جنگوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ شریک ہوئے۔ مسلمانوں کی ہر تکلیف کو دُور کرنے میں آپ لگے

رہتے تھے۔ چُنانچہ جب مسلمانوں کو مدِینہ میں پانی کی تکلیف تھی تو آپ نے ایک کنواں جس کا نام روعہ تھا۔ ۲۰ ہزار دِرۡہَم کو خرید کر مسلمانوں کے لئے وقُف کر دیا۔ اور جب جَیش العسر ۃ کی تیاری کی جارہی تھی۔ اور اس کے لئے ہر قِسم کی مدد کی ضرورت تھی تو آپ نے ہزار اُونٹ ۵۰ گھوڑے اور ہزار دِینار بطور اِمداد دئے۔ فَجَزَاکُاللّٰہُ اَحۡسَنَ الۡجَزَاء

آپ عشرہ مُبشّرہ (یعنی وہ دس آدمی جن کو اِسی جہان میں جنّتی ہونے کی خوش خبری دی گئی۔) میں سے ہیں۔

آپ نہایت ہی باحیا، باوفا، نرم دل، عابد و زاہد اور اوّل درجہ کے پرہیز گار اور مُتّقی تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے آپ کے حیا اور حُسنِ خُلق کی بہت تعریف فرمائی ہے۔

آپ کے دل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کا ادب واِحترام کمال درجہ کا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے آپ کو خلافت ملنے کے متعلق پیشگوئی فرمائی تھی اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا تھا کہ ''اے عثمان! اللہ تعالیٰ آپ کو خلیفہ بنائے گا اور باغی لوگ آپ سے خِلافت چھیننا چاہیں گے۔ مگر آپ خِلافت نہ چھوڑیں۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپ خلیفہ بنائے گئے۔ آپ نے خلافت کے کام کو نہایت ہی اعلیٰ طریق پر سرانجام دیا۔

آپ کے زمانۂ خلافت سے پہلے قرآن شریف جمع تو تھا مگر مسلمانوں کے

پاس جو نسخے تھے وہ کسی خاص ترتیب کے ماتحت نہ تھے۔ ہر شخص نے اپنی اپنی طبیعت اور مذاق کے مطابق آگے پیچھے سُورتیں رکھی تھیں۔آپ نے اُس نُسخہ کی جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جمع کروایا تھا۔اور اُس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے جو سُورتوں کی ترتیب فرمائی تھی۔اُس کے ماتحت ترتیب دِلائی تھی، نقل فرما کر مختلف علاقوں میں بھیج دئے۔اور باقی تمام نسخوں کو جلا دِیا۔چنانچہ یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف آج تک ایک ہی ترتیب اور قرأت سے چلا آتا ہے۔ورنہ اگر ایسا نہ کیا جاتا تو سخت گڑبڑ ہو جاتی۔اور کئی بے وقوف ٹھوکر کھا جاتے۔درحقیقت یہ ایک نہایت ہی اعلیٰ اور عظیم الشّان خِدمت ہے جو آپ بجالائے۔

مسجدِ حرام اور مسجدِ نبویؐ کو آپ نے وسیع کِیا۔کُوفہ میں لوگوں کے آرام کے لئے سرائیں بنوائیں۔دارُالقضا بنایا۔لوگوں کو جاگیریں عطا فرمائیں۔تا زمینیں آباد ہوں۔مؤذّنوں کا وظِیفہ مقرر کِیا۔اِس کے علاوہ آپ نے اور بھی بہت سے اعلیٰ درجہ کے کام سرانجام دِئے۔

آرمینیا، قوقاز، قبرص، مغربی علاقہ جات اور وہ تمام شہر جو فارس وخُراسان وطبرستان سے ابھی تک فتح نہ ہوئے تھے۔آپ کے عہدِ مبارک میں فتح ہوئے۔غرضیکہ آپ کا عہدِ خلافت بھی نہایت ہی بابرکت عہد تھا۔

اِسلام کی شان وشوکت اور رُعب ودبدبہ کو دیکھ کر بعض معاند اور مفُسِد عیسائی اور یہودی بھی اِسلام کو تباہ کرنے کی خاطرِ اِسلام میں داخل ہو چکے

تھے۔جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ڈر سے باہر سر نہ نکالتے تھے۔مگر آپ کی نرمی،رحم دِلی اور لُطف وکرم کی وجہ سے باہر نکل آئے اور اُمّت میں تفرقہ برپا کرنے اور اسلام کو تباہ کرنے کی کوششوں میں لگ گئے۔اور خواہ مخواہ حضرت عثمان پر برس پڑے۔اور آپ پر طرح طرح کے اِلزامات لگا کر آپ کو خلافت سے علیٰحدہ کرنا چاہا۔مگر آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے ارشاد کے مطابق خلافت سے علیٰحدہ ہونے سے اِنکار کر دیا۔

اِن حالات کو دیکھ کر حضرت معاویہؓ نے آپ سے عرض کی کہ آپ میرے پاس ملک شام میں تشریف لے چلیں۔مگر آپ نے فرمایا کہ میں رسول اللہؐ کی ہمسائیگی چھوڑنے کے لئے تیار نہیں۔

اِس پر انہوں نے عرض کی کہ میں آپ کی حفاظت کے لئے ایک لشکر بھیج دیتا ہوں۔(اُن دنوں حضرت معاویہؓ شام کے گورنر تھے۔)مگر آپ نے فرمایا کہ میں رسول اللہؐ کے دوسرے ہمسایوں یعنی مدینہ کے رہنے والوں کو تنگ کرنا نہیں چاہتا۔

حضرت معاویہؓ نے عرض کی کہ پھر تو یہ لوگ آپ کو قتل کر دیں گے۔آپ نے فرمایا۔حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْل۔

آخِر کچھ دنوں بعد ان معاندین اور آپ کے باغیوں نے جو ۳ ہزار کے قریب تھے مدینہ کا محاصرہ کرلیا۔اور آپ کو بڑی سخت تکالیف دِیں۔نماز

پڑھانے سے آپ کو روکا گیا۔آپ کا پانی بند کردیا گیا۔اور یہ اعلان کردیا کہ جو آپ کے ساتھ آمدورفت رکھے گا اسے ہم قتل کردیں گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہرچند اُن باغیوں کو سمجھایا۔مگر وہ باز نہ آئے۔اور تکالیف دن بدن زیادہ ہوتی گئیں۔آخر آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کے اِردگرد پہرہ مقرر کردیا۔تا دُشمن آپ تک نہ پہنچ سکے۔

ایک دن (۱۸/ذی الحجّہ ۳۵ھ مطابق ۲۰رمئی ۶۵۶ء) جبکہ حضرت اِمام حسنؓ اور مروانؓ پہرہ دے رہے تھے چند باغی حضرت امام حسنؓ کو زخمی کرکے اور مروانؓ کو قتل کرکے دیواریں پھاند کر اندر جا گھسے۔اور آپ کو ایسی حالت میں شہید کردیا جب کہ آپ قرآن شریف کی تِلاوت فرمارہے تھے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْن۔

یہ دن ایک ایسا دن تھا جِس دن سے اِسلام کے اندر فِتنوں کا دروازہ کُھل گیا اور اُمّتِ اِسلامیہ میں ایک خطرناک تشتّت واِفتراق پیدا ہوگیا۔اور یہ وہ دن تھا جس دن حیا ووفا کا مجسّمہ، اِسلام کا ایک جواں مردسِپاہی، حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا داماد اور آپؐ کا جاں نِثار خلیفہ ۱۲ سال خِلافت کرکے ۸۲ سال کی عُمر میں اِس جہان سے اُٹھ گیا۔اور اپنے محبُوبِ حقیقی سے جامِلا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْن۔

حضرت مسیح موعود

عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ

آج سے ۵۰ سال قبل دُنیا کی حالت بہت خراب تھی۔تمام لوگ گُمراہ ہو چکے تھے۔کُفر، شِرک اور بدعت کا دُنیا میں زور تھا۔مُسلمان بھی اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلّم کو چھوڑ چکے تھے۔قرآن شریف کو الُماریوں میں بند کر کے رکھ دِیا گیا تھا۔ہر طرف پِیر پرسُتی ،قبر پرسُتی کا رواج اور تعوِیذ گنڈے پر اِیمان تھا۔نماز ،روزہ کی جگہ رسُموں نے لے لی تھی۔لوگ بے نماز اور نام کے مسلمان تھے۔اُس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت مِیرزا غُلام احمد قادیانی علیہ الصَّلوٰۃ والسّلام کو دنیا کی ہدایت کے لئے مسیح مَوعُود اور مہدی معُہود بنا کر بھیج دیا۔

آپؑ کے دعوٰی فرمانے پر باطِل کے شَیدائی آپؑ کے مُخالِف اور مُنکر ہو گئے۔اور آپؑ کے مٹانے کے لئے انہوں نے ہر کوشش کی۔مگر آپؑ کے اِلہام اِنِّیۡ مُعِیۡنٌ مَنۡ اَرَادَ اِعَانَتَكَ وَاِنِّیۡ مُهِیۡنٌ مَنۡ اَرَادَ اِهَانَتَكَ [1] کے مطابق آپؑ کے سب دُشمن ذلِیل ہوئے۔اور اپنے اِرادوں میں کامیاب نہ ہو سکے۔حق پر فِدا ہونے والے آپؑ پر ایمان لائے اور آپؑ کے ساتھ ہوئے۔اللہ تعالیٰ نے اُن کو بے حد عزّت دی۔اور ہر مقام میں اُن کی مدد کی اور

[1] جو تیری مدد کرنے کا اِرادہ کرے گا۔میں اُس کی مدد کروں گا۔اور جو تیرے ذلیل کرنے کا ارادہ کرے گا۔میں اُسے ذلیل کر دوں گا۔منہ

اُنہیں ہر میدان میں کامیاب وکامران کردیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے آنے سے اِسلام کو بہت فائدہ پہنچا ہے۔آپؑ کے آنے سے قبل ۲۹ لاکھ مسلمان مُرتد ہوکر عِیسائی ہو چکے تھے۔اگر آپؑ نہ آتے تو سارے مسلمان آج تک عِیسائی ہوجاتے۔کیونکہ قرآن وحدیث سے ناواقِف مَولِویوں نے یہ غلط مشہور کررکھا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام آسمان پر اِسی خاکی جِسم کے ساتھ بغیر کھانے پینے کے زِندہ بیٹھے ہیں۔جب مسلمان خراب ہوجائیں گے تو پھر وہ اُن کو سِیدھے راستہ پر چلانے کے لئے اِس دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے۔عِیسائی پادری یہی بات مسلمانوں کے سامنے پیش کرکے کہتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام خدا کا بیٹا ہے۔اسی لئے وہ خدا کے پاس زِندہ آسمان پر بیٹھا ہے۔جس طرح خدا کھانے پینے کا محتاج نہیں۔اِسی طرح مسیح بھی کھانے پینے کا محتاج نہیں۔اور تمہارے نبی عربی (صلی اللہ علیہ وسلّم) سے افضل ہے۔کیونکہ آپؐ تو ٦٣ سال کی عُمر پاکر وفات پاگئے اور مدینہ منوّرہ میں آپؐ کی قبر موجود ہے۔مگر ہمارا مسیح تو دو ہزار سال سے زِندہ چلا آرہا ہے۔اور جب تمہارے نبیؐ کی اُمّت بگڑ جائے گی۔پھر وہی آئے گا اور پھر اس کے بعد قیامت آجائے گی۔

اِن باتوں کو سُن کر بہت سے نادانوں نے اِسلام جَیسے پاک مذہب اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم جیسے نبی کو جو سب نبیوں کا سردار ہے، چھوڑ

دیا۔اور عیسائی ہو گئے۔اور نہ صرف نادان ہی بلکہ بڑے بڑے مولوی بھی اِن باتوں کا جواب نہ پا کر عیسائی اور اِسلام کی تکذِیب کے لئے کمربستہ ہو گئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے آکر قرآن شریف، صحیح احادیث، توریت وانجیل اور تواریخ وتفاسیر وغیرہ سے ثابت کر دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام فوت ہو چکے ہوئے ہیں اور اُن کی قبر بھی سرینگر محلّہ خان یار کشمیر میں موجود ہے۔اور وہ آنے والا مسیح موعود خدا کے حکم کے موافق مَیں ہوں۔جو حضرت محمد رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی اُمّت میں سے اور آپؐ کا شاگرد ہے اور آپؐ ہی کی پیروی کی برکت سے اِس درجہ پر پہنچا ہے۔آپؐ کا فیض قیامت تک جاری ہے۔آپؐ کی پیروی آپؐ کی اُمّت کو نبی بنا دیتی ہے۔اور اُس کو بلند سے بلند مقامات پر پہنچا دیتی ہے۔اِسلام ایک زِندہ مذہب ہے۔ہمارا نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلّم ایک زِندہ نبی ہے۔ہماری کتاب قرآن شریف ایک زِندہ کتاب ہے۔اب اِسلام کے سِوا کوئی مذہب ایسا نہیں جو نِشان دِکھلا سکے۔اور قرآن شریف کے سِوا کوئی کتاب ایسی نہیں جو ایک اِنسان کو خدا تک پہنچا سکے۔اور نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلّم کے سوا کوئی نبی ایسا نہیں جو کسی مُردہ کو زِندہ کر سکے۔اور اپنے اس دعویٰ کے ثبوت میں متعدّد نِشانات لوگوں کو دِکھلائے۔

اور آپؑ نے مسلمانوں کو نہ صِرف عیسائیوں کے فِتنہ سے ہی محفُوظ کر دیا ہے۔بلکہ ہمیشہ کے لئے ایک ایسی جماعت (جماعت احمدیہ) کو قائم کر دیا ہے جو

قرآن شریف اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی سُنّت پر چلنے والی، تمام رسُوم و رِواج اور بِدعتوں سے بچنے والی اور دین کو دُنیا پر مُقدّم کرنے والی ہے۔

آپؑ کے دل میں اللہ تعالیٰ، قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم سے بے حد محبّت اور عِشق تھا۔ ایسی محبّت اور ایسا عِشق آج تک کسی شخص میں نہیں دیکھا گیا۔ آپؑ کی ہر تقریر اور تحرِیر میں یہ بات نُمایاں نظر آتی ہے۔ قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی جیسی تعرِیف آپؑ نے لکھی ہے، آج تک کسی نے نہیں لکھی۔ ہر مقام سے یہی نظر آتا ہے کہ آپؑ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے دِیوانے ہیں۔ آپؑ کی ہر بات سے اللہ تعالیٰ کی خشیت اور محبّت کا پتہ چلتا ہے۔

آپؑ کو ہر وقت یہی فِکر رہتا تھا کہ کسی طرح دُنیا میں اللہ تعالیٰ کا جلال اور عزّت قائم ہو جائے۔ اور سب لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم پر ایمان لے آئیں۔ اور آپؑ کے ساتھ محبّت رکھیں۔ تا وہ اللہ تعالیٰ کی خوشنُودی اور محبّت حاصل کریں۔

آپؑ نے آ کر دنیا پر اِسلام کے زِندہ مذہب ہونے کا ثبوت دے دیا ہے۔ کوئی نیک بخت اس کا اِنکار نہیں کر سکتا۔ ہر روز آپؑ کے ذرِیعہ تازہ بتازہ بارِش کی طرح اللہ تعالیٰ کے نِشانات ظاہِر ہوتے تھے اور آج بھی ظاہر ہو رہے ہیں۔ کیا ہی مُبارک ہیں وہ لوگ! جنہوں نے اپنی آنکھوں سے اُن نِشانات کو پورے ہوتے دیکھا۔ فَتَبَارَكَ مَنْ عَلَّمَ وَتَعَلَّمَ

اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو قرآن شریف کا عِلم دے کر تمام دنیا کے علُوم پر حاوی کر دیا تھا۔عربی، فارسی، اردو وغیرہ میں آپؓ ایسے کامِل اور ماہر تھے کہ آپؓ کے دشمنوں کو بھی اس کا اِعتراف ہے۔عربی زبان تو آپؓ کو اللہ تعالیٰ نے ایسی اعلیٰ درجہ کی عطا کی تھی کہ ساری دنیا باوجود ہزاروں روپیہ انعام مقرر کرنے کے اس کے مقابلہ سے عاجز آ گئی۔آپؓ کی عربی ایسی فصیح وبلیغ ہے کہ عرب بھی اِس پر حیران ہوتے ہیں۔

آپؓ کے اخلاق نہایت اعلیٰ درجہ کے تھے۔طبیعت میں سکینت، اِطمینان، فروتنی اور عاجزی اِنکسار اور وقار بہت تھا۔ہر ایک شخص سے آپؓ حُسن سلوک سے پیش آتے۔قصُور واروں کے قصُور معاف فرماتے۔پردہ پوشی سے بہت کام لیتے تھے۔

غرضیکہ آپؓ ہر رنگ میں اِسلام کی تعلیم کا صحیح اور مکمّل نمونہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے کامِل برُوز تھے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیۡہِ وَعَلٰی مُطَاعِہِ الصَّلٰوۃُ والسَّلَامُ

حضرت خلیفۃُ المسیح الاوّل

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

حضرت حافِظ حاجی حکیم مولوی نُورُ الدِّین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بےنظیر انسان اور حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے پہلے خلیفہ اور سب سے پہلے آپؑ کی بَیعت کرنے والے تھے۔

جِس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی وفات ہوئی۔ اُس وقت دنیا میں ایک عام رَو جماعت کی مخالِفت کی چلی۔ مخالفوں نے یہ خیال کر لِیا کہ اب یہ سلسلہ بالکل مِٹ جائے گا۔ کیونکہ اِس کو قائم رکھنے والے تو حضرت مسیح موعودؑ ہی تھے۔ اور وہ فوت ہو چکے۔ لیکن ان کو کیا معلوم تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اِس سلسلہ کے قِیام اور اِس کی حِفاظت کے لئے حضرت مولوی نُور الدّین رضی اللہ عنہُ کو حضورؑ کا خلیفہ اور جانشین بنا دیا ہے۔

جِس وقت آپؓ نے یہ کام ہاتھ میں لِیا اُس وقت بہت سی مشکلات درپیش تھیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے آپؓ کی دستگیری فرمائی۔ اور اُن تمام مصائِب اور مشکلات کو فوراً دور کر دیا اور جماعت احمدیّہ جسے لوگ مِٹانا چاہتے تھے۔ ترقّی کرنے لگی۔ چنانچہ آپؓ کے زمانہ میں جماعت نے کافی ترقی کی۔

آپؓ نے اپنے زمانہ میں جماعت کی بہت تربیت کی ہے۔ قرآن کا پڑھنا

پڑھانا تو آپؓ کی غذا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو قرآن شریف کا عِلم عطا کِیا تھا۔ اور آپؓ ہمیشہ اور ہر وقت اُسے تقسیم فرماتے رہتے تھے۔

آپؓ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصّلٰوۃ والسّلام کی ذات بابرکات کے ساتھ بے حد محبّت تھی۔ اور آپؑ کا ادب بھی آپؓ کے دل میں بے حد تھا۔ حضورؑ کی مجلس میں آپؓ نے بات کرنے میں کبھی سبقت نہیں کی۔ جب آپؓ سے حضورؑ کوئی بات دریافت فرماتے تو آپ خود اس کا جواب دیتے۔ ورنہ بالکل خاموشی کے ساتھ تشریف رکھتے۔

آپؓ کا عِلم بہت وسیع تھا۔ ہر مذہب کے متعلق آپؓ کو کافی واقفِیّت تھی۔ کِتابوں کے مُطالِعہ کا بھی آپؓ کو بے حد شوق تھا۔ وفات کے وقت جو آپؓ نے کتب خانہ چھوڑا وہ ایک مکمّل کتُب خانہ ہے۔ اُس میں اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کی کتُب موجود ہیں۔ بعض ایسی کتابیں بھی ہیں کہ بڑے سے بڑے کتُب خانوں میں بھی اِس وقت نہیں ملتیں۔ مگر آپؓ کے کتُب خانہ میں موجود ہیں۔

آپؓ مُصنِّف بھی اعلیٰ درجہ کے تھے۔ آپؓ کی مُصنّفہ کتُب بہت پسند کی گئی ہیں۔ اُن میں آپؓ نے عِلم وحِکمت کے دریا بہادئے ہیں۔ آپؓ کی تحریر میں یہ ایک خاص خوبی ہے کہ وہ مختصر اور جامع ہوتی ہے اور ایسے ہی آپؓ کی کلام بھی مختصر اور جامع ہوتی تھی۔

تمام اخلاقِ فاضِلہ آپؓ میں پائے جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ پر توکّل تو آپؓ کو

اعلیٰ درجہ کا حاصِل تھا۔سینکڑوں ہزاروں لوگوں نے آپؓ سے ہرقِسم کے فائِدے حاصِل کئے ہیں۔خصوصاً لوگوں نے آپؓ کےقرآن شریف کے درس اور طِب سے بہت فائدہ اُٹھایا ہے ۔اللہ تعالیٰ آپؓ پر اپنی بہت بہت رحمتیں نازِل فرمائے۔آمین۔

حضرت خلیفۃُ المسیح الثّانی

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ

حضرت میرزا بشِیر الدّین محمُود احمد حضرت میرزا غُلام احمد قادیانی مسیح موعود ومہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے صاحبزادہ اور آپؑ کے دوسرے خلیفہ ہیں۔آپ کا یہ نام حضورؑ نے اِلہام اِلٰہی کی بِناء پر رکھا تھا۔

آپ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت سی بشارتیں دی گئی ہیں۔اوراحادیث میں بھی آپ کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی موجود ہے۔

آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے الہامات میں بشیر،محمود، فضلِ عُمر، مصلح موعود، دین کا چراغ ،فرزند دلبند گرامی ارجمند۔مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعلاء كَاَنَّ اللهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ،اسیروں کی رُستگاری کا موجب،قومیں اُس سے برکت پائیں گی،حُسن واِحسان میں آپؑ کا نظیر، دنیا کے کناروں تک

شُہرت پانے والا،خلیفۃُ اللہ کہا گیا ہے۔چنانچہ یہ پیشگوئیاں حضورؑ نے آپ کی پیدائش سے پہلے شائع کی تھیں۔

آپ کی پیدائش پر حضورؑ نے الہامِ الٰہی کے مطابق آپ کا نام بشیر الدّین محمود احمد رکھا اور آپ جلد جلد بڑھے۔

جب حضورؑ کا ۱۹۰۸ء میں وِصال ہوا۔اُس وقت آپ کی عمر ۱۹۔۲۰ سال کے قریب تھی۔

حضرت خلیفۃُ المسیح الاوّل ؓ کی وفات پر جماعت کے کثیر حصہ نے آپ کو خلیفہ منُتخب کر لیا۔

جس وقت آپ خلیفہ ہوئے ہیں۔اُس وقت بیرونی مخالفین کے علاوہ سلسلہ کے اندرُونی مخالفین بھی زور پر تھے۔اور وہ فتنہ[1] جو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل ؓ کے رُعب کی وجہ سے دبا ہوا اور آپ ؓ کی وفات کا انتظار کر رہا تھا۔اُس فتنہ نے جماعت کے دو حصّے کر دئے۔اور جماعت میں سخت اختلاف رُونما ہو گیا۔سلسلہ کے بیرونی دُشمنوں نے بھی جماعت کے اس اختلاف کو دیکھ کر اِس کے مٹانے کے لئے خوب زور لگایا۔مگر چونکہ یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ کا قائم کیا ہوا ہے۔اس لئے آپ کی حُسن سیاست اور حُسنِ تدبر سے وہ مُصیبت اور ظلمت کے بادل یکا یک پھٹ گئے۔اور وہ فتنہ جس کی وجہ سے اکثر لوگوں کا خیال تھا کہ اب

---

[1] غیر مبایعین

یہ سلسلہ مٹ جائے گا، غلط ہو گیا۔

آپ کی خلافت پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہام کے مطابق کہ ’’بڑے چھوٹے کئے جائیں گے اور چھوٹے بڑے کئے جائیں گے‘‘ تمام وہ لوگ جو اپنے آپ کو بڑے سمجھتے تھے اور خیال کرتے تھے کہ یہ سلسلہ اُنہی کی وجہ سے چل رہا ہے آپ کے مخالف ہو گئے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے حرم کو اُن سے پاک کر دیا۔ اور وہ خود بخود قادیان دارُالامان کو چھوڑ کر لاہور چلے گئے۔

جس وقت وہ علیٰحدہ ہوئے اُس وقت اُن کا دعویٰ تھا کہ ۱۰۰ میں سے ۹۹ احمدی اُن کے ساتھ ہیں۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا۔ اِنِّیْ مَعَكَ وَمَعَ اَهْلِكَ۔ کہ میں تیرے ساتھ بھی ہوں اور تیرے گھر والوں کے ساتھ بھی ہوں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ اُن تمام سعید لوگوں کو جو غلطی کے ساتھ اُن کے ساتھ شامل ہو گئے تھے کھینچ لایا اور ۱۰۰ میں سے ۹۹ آپ کی طرف آ گئے۔ چنانچہ آج کل اُن منکرینِ خلافت کی تعداد ۵ ہزار کے قریب ہے۔ اور آج اُن بڑوں کو کوئی پُوچھتا بھی نہیں۔ مگر آپ کے مبایعین کی تعداد اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۱۰ لاکھ سے بھی زیادہ ہے۔ کیا یہ آپ کے خلیفۂ برحق ہونے کی منکرینِ خلافت کے لئے دلیل نہیں؟

بیرونی دشمنوں نے بھی آپ سے بُری طرح شکست کھائی ہے۔ سینکڑوں مُباحثے اور مُناظرے ہوئے۔ ہر مذہب دل کھول کر آگے بڑھا۔ مگر تابِ مقابلہ

نہ لاکر خود بخود پیچھے ہٹ گیا۔آریوں،عیسائیوں،غیر احمدیوں سب نے مُناظرے کئے۔مگر آج قوّتِ مقابلہ نہ پا کر میدان سے بھاگ چکے ہیں۔اور اب کوئی حتی الوسع مناظرہ کا نام تک نہیں لیتا۔

۱۹۲۶ء میں ملکانہ میں ہندوؤں نے مسلمانوں کو مُرتد کرنا شروع کر دیا۔اور بہت سے مسلمانوں کو مُرتد بھی کرلیا۔مگر اللہ تعالیٰ کے فضل اور آپؓ کی کوششوں سے یہ فتنہ بھی دُور ہو گیا۔اُس وقت تمام ہندوستان کے مسلمان لیڈروں نے آپؓ کی بے حد تعریف کی تھی کہ فی الواقعہ یہ آپ کا ایک شاندار کارنامہ ہے۔

ہندوستان میں ہندو مُسلم کشیدگی بہت بڑھ چکی تھی۔آئے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی ذات والا صفات پر گندے سے گندے حملے کئے جاتے تھے۔اور قتل ہوتے تھے۔آپؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی عزّت کی حفاظت کے لئے اور ان آئے دن کے حملوں کی روک تھام کے لئے بہت بڑا کام سرانجام دیا ہے۔اور وہ ''یوم سیرۃُ النّبیؐ '' ہے۔اس دن جماعت احمدیہ تمام دنیا میں جلسے مُنعقد کرتی ہے۔جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی سیرت پر تقریریں کی جاتی ہیں۔اور غیر مسلموں سے بھی آپؐ کی سیرت پر تقریریں کروائی جاتی ہیں۔اور اس طرح لوگوں کو آپؐ کی سیرت سے واقف کیا جاتا ہے اور اُن کے دلوں میں آپؐ کی عزّت اور احترام بٹھایا جاتا ہے۔

یہ تحریک ایک بہت ہی بابرکت تحریک ہے۔جو آپ کے ذریعہ سے ظہُور

پذیر ہوئی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو اعلیٰ درجہ کا سیاست دان بنایا ہے۔تحریک کشمیر میں مسلمانوں کے حقوق کے حفاظت اور ان کی فلاح وبہبودی کے لئے تمام ہندوستان کے مسلّمہ مسلماں لیڈروں نے متفقہ طور پر ایک کمیٹی بنائی۔جس کا نام ''آل انڈیا کشمیر کمیٹی'' رکھا اور ان تمام لیڈروں نے متفقہ طور پر آپ کو اُس کا صدر بنایا۔سُبحان اللہ! کتنا بڑا درجہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا کہ خود مخالفین کے مسلّمہ لیڈروں نے بِالِاتّفاق تسلیم کرلیا کہ اگر کوئی شخص ہم میں سے اِس عُہدہ کے قابل اور اس کام کو کر سکنے والا ہے تو وہ آپ ہی ہیں۔

چنانچہ آپ کی صدارت میں یہ کام بڑی اچھی طرح ہوتا رہا۔اور اُن کشمیری مسلمانوں کو اُن کے بہت سے حقوق مل گئے۔اور اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی پوری ہوئی کہ وہ اسیروں کی رُستگاری کا موجب ہوگا۔مگر مسلمانوں کی بدقسمتی کہ بعض غدّاروں نے جو نہ تو خود کام کرتے ہیں اور نہ کسی کو کرتا ہوا اور کامیاب دیکھنا چاہتے ہیں۔حسد وعداوت سے آپ کے کام میں آپ کی مخالفت کی۔اس پر آپ نے استعفاء دے دیا۔آپ کے بعد ایک مشہور لیڈر صدر تجویز کیا گیا اور ایک دوسری انجمن بھی بن گئی۔مگر کام وہیں ختم ہوگیا۔اور کسی سے کچھ بھی نہ بن سکا۔

اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکمت تھی کہ تا وہ لوگوں پر یہ ظاہر

کر دے کہ یہ میرا بندہ ہے۔میں اس پر خوش ہوں۔اسی لئے جس طرف یہ توجُّہ کرتا ہے کامیاب ہوجاتا ہے۔لیکن چونکہ میں تم پر ناراض ہوں۔اس لئے تم جو کام بھی کروگے اُس میں ناکام ہی رہوگے۔

جماعت احمدیہ کی تنظیم آپ کا ایک خاص کارنامہ ہے۔یہ موجودہ تنظیم جونظر آرہی ہے۔آپ ہی کے حسن سیاست اور حُسنِ تدبّر کا کرشمہ ہے۔پہلے ایسی تنظیم نہ تھی۔اب تو خدا تعالیٰ کے فضل سے ایسی تنظیم ہے کہ دشمن بھی اس تنظیم کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔اور آج اگر کسی کو اعلیٰ تنظیم کی مثال دینا ہو تو جماعت احمدیہ کو مثال کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔

آپ کی تبلیغ کی طرف بھی بہت توجہ ہے۔جب آپ منصب خلافت پر مامور ہوئے۔اُس وقت آج کل کی طرح کوئی باقاعدہ مبلغ نہ ہوتے تھے۔بلکہ چند بزرگ ہی اس کام کو سرانجام دیا کرتے تھے۔اور جہاں بھی ضرورت ہوتی تھی اُنہیں ہی بھیجا جاتا تھا۔مگر آپ نے مبلغین کی طرف اس طرح توجہ کی ہے کہ مدرسۂ احمدیہ ہر سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے کافی مبلغ تیار کرتا ہے اور آج بہت زیادہ مبلغ سلسلہ میں موجود ہیں۔اور یہ مبلغ نہ صرف ہندوستان میں ہی بلکہ ہندوستان کے باہر بھی کام کر رہے ہیں۔

آپ کی توجہ اگر اندرون ہند میں تبلیغ کی طرف ہے تو بیرون ہند کی طرف بھی آپ کی خاص توجہ ہے۔

بیرونی ممالک میں جو مشن قائم ہیں وہ بھی آپ ہی کی مساعی جمیلہ سے قائم ہوئے ہیں۔جن کے ذریعہ ہزار ہا لوگ حضورؑ پر ایمان لاکر سلسلۂ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو چکے ہیں۔

آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں کہ ’’میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔قومیں اس سے برکت پائیں گی۔وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔‘‘ہم اپنی آنکھوں سے پوری ہوتی دیکھ رہے ہیں۔فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ

اور آپ ہی وہ وجود باجود ہیں جس نے دنیا کے کناروں تک شہرت پائی اور آپ ہی کا وجود باجود ہے جس کے ذریعہ قوموں نے آپ کے حلقۂ غلامی میں آکر اور آپ کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لاکر برکت پائی۔

وَنَحْنُ اَیْضًا مِنْھُمْ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

آمین۔

قرآن شریف کی تعلیم

۱۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرو۔

۲۔ اللہ تعالیٰ سے ہر وقت ڈرتے رہو۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کے تمام انبیاء پر ایمان لاؤ۔

۴۔ اللہ تعالیٰ کے احکام کی نافرمانی مت کرو۔

۵۔ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولؐ کے ہر فیصلہ کو مانو۔

۶۔ اللہ تعالیٰ کے خُلفاء کا انکار فِسق ہے۔

۷۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرتے رہو۔

۸۔ ہمیشہ سچی بات کہو۔

۹۔ امانت واپس کرو۔

۱۰۔ جُھوٹی قسم مت کھاؤ۔

۱۱۔ آپس میں صُلح کرو۔

۱۲۔ کافروں سے دوستی مت رکھو۔

۱۳۔ سُستیاں چھوڑ دو۔

۱۴۔ اگر کسی کو قرض دو یا کسی سے قرض لو تو لکھ لو۔

۱۵۔ سُؤر، سُود، جُوآ اور شراب سب حرام ہیں۔

۱۶۔ مصیبت کے وقت اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ پڑھو۔

۱۷۔ فساد مت کرو۔

۱۸۔ خیرات کیا کرو۔

۱۹۔ مُسافروں کے ساتھ نیک سلوک کرو۔

۲۰۔ کسی کے ساتھ تمسخر مت کرو۔

حدیث کی باتیں

۱۔ اچھا مسلمان وہ ہے جو دین کا عِلم رکھتا ہو۔

۲۔ سچ بولو۔ تا نیک کام کی توفیق ملے۔

۳۔ گناہوں سے توبہ کرتے رہا کرو۔

۴۔ بِدعَتْ مت اختیار کرو۔

۵۔ سُنّت پر عمل کرو۔

۶۔ بُری صُحبتوں سے بچو۔

۷۔ اپنے بھائیوں کے کام کردو۔

۸۔ بیواؤں اور یتیموں کا خیال رکھو۔

۹۔ ہمیشہ عُمدہ مال خدا کی راہ میں دو۔

۱۰۔ مہمانوں کی عزّت کرو۔ اور اُن کی خاطر ومُدارت کرو۔

۱۱۔ کھانے سے پہلے بِسۡمِ اللّٰہِ پڑھو۔ اور بعد میں اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ

۱۲۔ پانی پیتے وقت اُس میں سانس مت لو۔

۱۳۔ اگر کسی مجلس میں آؤ تو جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جاؤ۔

۱۴۔ چھینک مارنے والے کو جواب دو [1]

۱۵۔ بیمار کے لئے دعا کرو اور عیادت بھی کرو۔

۱۶۔ جنازہ کے ساتھ جاؤ۔

۱۷۔ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔

۱۸۔ رِشتہ داروں سے میل ملاپ رکھو۔

۱۹۔ بڑوں کی عزّت کرو اور چھوٹوں پر رحم کرو۔

۲۰۔ ہر ایک کو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہو۔

---

[1] چھینک مارنے والا اَلْحَمْدُلِلّٰہِ کہے جو اس کے پاس ہو وہ یَرْحَمُکَ اللہ کہے۔ پھر یَھْدِیْکَ اللہ کہے۔

اسلام

از حضرت مسیح موعود علیہ السلام

۱۔ اسلام سے نہ بھاگو راہِ ھُدیٰ یہی ہے
اے سونے والو جاگو ! شمس الضحیٰ یہی ہے

۲۔ مجھ کو قسم خدا کی جس نے ہمیں بنایا
اب آسماں کے نیچے دینِ خدا یہی ہے

۳۔ وہ دلستاں نہاں ہے کس رَہ سے اُس کو دیکھیں
ان مشکلوں کا یارو مشکل کشا یہی ہے

۴۔ باطن سِیہ ہیں جن کے اس دیں سے ہیں وہ مُنکر
پر اے اندھیرے والو ! دل کا دیا یہی ہے

۵۔ دنیا کی سب دکانیں ہیں ہم نے دیکھیں بھالیں
آخر ہوا یہ ثابت دارُ الشّفا یہی ہے

۶۔ سب خشک ہوگئے ہیں جتنے تھے باغ پہلے
ہر طرف میں نے دیکھا بُستاں ہرا یہی ہے

۷۔ دنیا میں اِس کا ثانی کوئی نہیں ہے شربت
پی لو تم اس کو یارو آبِ بقا یہی ہے

۸۔ اسلام کی سچائی ثابت ہے جیسے سورج
پر دیکھتے نہیں ہیں دُشمن بلا یہی ہے

۹۔ جب کُھل گئی سچائی پھر اس کو مان لینا
نیکوں کی ہے یہ خصلت راہِ حیا یہی ہے

۱۰۔ جو ہو مفید لینا جو بد ہو اُس سے بچنا
عقل و خِرَدْ یہی ہے فہم وذکا یہی ہے

۱۱۔ ملتی ہے بادشاہی اِس دیں سے آسمانی
اے طالبانِ دَولت ! ظلِ ہما یہی ہے

۱۲۔ سب دیں ہیں اک فسانہ شرکوں کا آشیانہ
اُس کا جو ہے یگانہ چہرہ نما یہی ہے

۱۳۔ سو سو نشاں دکھا کر لاتا ہے وہ بُلا کر !
مجھ کو جو اُس نے بھیجا بس مدّعا یہی ہے

خاکسار
چوہدری محمد شریف مولوی فاضل قادیان

اسلام کی دوسری اور تیسری کتاب

کے متعلق

بعض شاندار آراء

اللہ تعالیٰ کے فضل سے سلسلہ کتب اسلام نے جس قدر شہرت اور مقبولیت ایک نہایت ہی قلیل عرصہ میں حاصل کی ہے اور جس قدر مفید ثابت ہوا ہے اس کا اس بات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس پر سلسلہ عالیہ احمدیہ کے علماء کرام وبزرگانِ عظام نے نہایت شاندار ریویو لکھے ہیں۔اسلام کی پہلی کتاب کے متعلق بعض ریویو اسلام کی دوسری کتاب میں درج کئے جاچکے ہیں۔ذیل میں ہم اسلام کی دوسری اور تیسری کتاب کے متعلق بعض شاندار ریویو درج کرتے ہیں:۔

(۱) حضرت مولوی شیر علی صاحب بی اے۔ناظر

تالیف وتصنیف فرماتے ہیں:۔

مولوی محمد عنایت اللہ صاحب مینیجر نصیر بک ایجنسی قادیان نے بچوں کی تعلیم کے لئے ایک دینی سلسلہ کتابوں کا شائع کرنا شروع کیا ہے۔اور اس سلسلہ کے چار رسالے چھوٹی تقطیع پر شائع ہو چکے ہیں۔ان میں بچوں کو اسلامی تعلیم اور فقہی مسائل اور اسلامی تاریخ اور سلسلہ احمدیہ کی تاریخ اور بزرگان اسلام اور بزرگان بندگان سلسلہ احمدیہ اور انبیاء سابقین علیہم السلام کے حالات زندگی سے آگاہ کیا

گیا ہے۔اسباق میں تدریج کو مدنظر رکھا گیا ہے۔اور عبارت آسان ہے تا کہ بچے ان کو سمجھ سکیں۔اس سلسلہ کتب کے مرتب مولوی محمد شریف صاحب مولوی فاضل و مبلغ اسلام ہیں جو بچوں کے فائدہ کو مدنظر رکھ کر اس سلسلہ کی تصنیف میں بہت دلچسپی لے رہے ہیں۔یہ سلسلہ بچوں کی دینی اور مذہبی واقفیت کے لئے بہت مفید ہے۔‘‘

(۲) حضرت ڈاکٹر مفتی **محمد صادق** صاحب پرائیویٹ سیکریٹری **حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح** الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں:-

’’سلسلہ عالیہ حقہ احمدیہ میں عام تعلیم و تربیت جماعت کے واسطے کافی لٹریچر چھپ چکا ہے۔لیکن چھوٹے بچوں کے لئے ابتدائی درسی ایسی کتابوں کا ہونا ضروری ہے۔جو احمدی نقطہ نگاہ سے تالیف کی گئی ہوں۔محمد عنایت اللہ صاحب تاجر کتب قادیان نے ہمت کر کے سلسلہ کے مبلغ چوہدری محمد شریف صاحب مولوی فاضل سے ایسی کتابوں کا سلسلہ لکھانا شروع کیا ہوا ہے جس کے تین حصے پہلے چھپ چکے ہیں اور اسلام کی چوتھی کتاب گزشتہ سالانہ جلسہ پر شائع ہوئی ہے۔میں نے اس کا ذکر اپنے لیکچر میں بھی کیا تھا۔

اس کے مضامین بچوں کے واسطے بہت مفید اور ضروری ہیں۔ہر شہر کے

احمدیوں کو چاہیئے کہ اپنے ہاں کے بچوں کو گھر میں بھی پڑھائیں اور اسلامی اسکولوں میں بھی انکا رواج دینے کی کوشش کریں۔"

(۳) مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ و پرنسپل جامعہ احمدیہ حضرت مولانا مولوی سید **محمد سرور** شاہ صاحب فرماتے ہیں:-

"یہ کتابیں احمدی بچوں اور بچیوں کے لئے نہایت مفید ہیں۔ بلکہ ان میں ایسے مسائل بھی آ گئے ہیں جن کے جاننے کی بڑوں کو بھی ضرورت ہے۔اوران کی سلیس عبارت کی وجہ سے عام فہم ہیں جن سے ہر طبقہ کے لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

میں امید کرتا ہوں کہ احباب ان کے مصنف اور ناشر صاحبان کی حوصلہ افزائی فرمائیں گے۔جس سے ایسی تصنیفات کی تالیف واشاعت کو مدد پہنچ سکے گی۔"

(۴) حضرت مولوی **محمد اسماعیل** صاحب فاضل پروفیسر جامعہ احمدیہ فرماتے ہیں:-

"اسلام کی پہلی، دوسری اور تیسری کتاب مرتب کردہ مولوی محمد شریف صاحب مولوی فاضل مبلغ سلسلہ احمدیہ (جو ایک ہونہار اور قابل نوجوان ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں، علم میں اور جمیع امور خیر میں برکت بخشے۔آمین) شائع کردہ

مولوی عنایت اللہ صاحب تاجر کتب قادیان میں نے دیکھی ہیں۔یہ کتابیں یعنی سرکاری درسی کتابوں کے سائز پر چھپوائی گئی ہیں۔ 30x20/16

پہلی کتاب ۷۲ صفحات کی ہے۔مضمون کے لحاظ سے اس کتاب کے تین حصے ہیں۔پہلے حصہ میں اسلام کی حقیقت اور ضروریات ایمان یعنی اسلام کی حقیقت،اللہ تعالیٰ کی صفات،فرشتوں،الٰہی کتابوں،خدا تعالیٰ کے نبیوں اور رسولوں اور قیامت کے متعلق ابتدائی تعلیمی باتیں بیان کی گئی ہیں۔دوسرے حصہ میں مختصر طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے حالات،حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات،قرآن شریف اور سنّت وحدیث کے متعلق واقفیت پیدا کرائی گئی ہے۔اور تیسرے حصہ میں بعض متفرق امورِدین،قرآن کریم کے بعض احکام اور احادیث نبویہؐ کی بعض تعلیمات بیان کی گئی ہیں۔

یہ رسالہ چھوٹے بچوں کے لئے ہی نہیں بلکہ ہائی اسکولوں تک کے طالب علموں کے لئے بہت ہی مفید ہے۔کاغذ بہت اعلیٰ ہے۔لکھائی اور چھپائی بھی بہت اچھی ہے۔

دوسری کتاب ٦٦ صفحات کی ہے۔اس کتاب کے بھی تین حصے ہیں۔پہلے حصہ میں نماز کے ضروری مسائل نہایت عمدگی کے ساتھ بیان کئے ہیں۔اور دوسرے حصہ میں حضرت آدمؑ،آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم،حضرت ابوبکر صدیقؓ۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی

اللہ عنہ کے حالات بیان ہوئے ہیں۔اور تیسرے حصہ میں قرآن کریم کے بعض مزید احکام، احادیث نبویہؐ کی بعض مزید تعلیمات اور جماعت احمدیہ کے بعض فرائض بیان کئے گئے ہیں۔اور آخر میں ایک نظم دارالامان کے متعلق اور ایک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظم قرآن کریم کی شان میں درج کی گئی ہے۔یہ کتاب بھی بچوں کے لئے اور اسکولوں کے طلباء کے لئے بہت مفید ہے۔

تیسری کتاب ۸۰ صفحات کی ہے۔لکھائی ، چھپائی کا معیار بہت اچھا ہے۔اس کے بھی تین حصے ہیں۔پہلے حصہ میں رمضان شریف کے روزوں، اعتکاف، صدقۃ الفطر اور قربانی کے ضروری مسائل بہت خوبی سے بیان کئے گئے ہیں۔دوسرے حصہ میں حضرت ابراہیمؑ، حضرت عیسیٰؑ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم، حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر بن خطابؓ، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام، حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے بعض حالات بیان کئے گئے ہیں۔اور تیسرے حصہ میں قرآن کریم کی بعض مزید تعلیمات اور حدیث شریف کی بعض ہدایات بیان کی گئی ہیں۔اور آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی شان والا کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک نظم درج کی گئی ہے۔یہ مجموعہ بھی بچوں اور طالب علموں کے لئے بہت ہی مفید ہے۔

میں ان تینوں کتابوں کا خلاصہ مضمون بیان کرنے کے بعد پُرزور سفارش

کرتا ہوں کہ اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت کے لئے ان کتابوں سے پورے طور پر فائدہ اٹھایا جائے۔ اللہ تعالیٰ ان کتابوں کے مرتب اور شائع کنندہ کو اِس محنت اور خدمتِ خلق کا بہتر سے بہتر اجر دے۔ آمین‘‘

(۵) فاضل اجلّ حضرت مولانا ابوالبرکات **غلام رسول** صاحب راجیکی مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:-

’’اسلام کی دوسری اور تیسری اور چوتھی کتاب جو اسلام کی پہلی کتاب کے بعد طبع ہوئی۔ احمدیہ لٹریچر میں بلحاظ بچوں کی تعلیم کے ایک مفید اضافہ ہے۔

علاوہ مسائل فقہیہ کے جو ارکان اسلام کے متعلق ضروری تشریح کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اور آپؐ کے خلفاء اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے خلفاء کے حالات بھی لکھے گئے ہیں۔ اور سلسلہ احمدیہ کے مسائل مخصوصہ پر بھی بقدر ضرورت روشنی ڈالی گئی ہے۔ جن سے واقف ہونے کے بعد بچوں کو معلومات میں اس قدر وسعت پیدا ہوسکتی ہے۔ جس قدر کہ سلسلہ احمدیہ کے نوخیز بچوں کے لئے ازبس ضروری ہے۔

خدا تعالیٰ عزیز مولوی محمد شریف صاحب کو جزائے خیر دے کہ جن کے قلم فیض رقم کے نتیجہ میں یہ مفید سلسلہ تالیفات ظہور میں آیا۔ اور پھر مولوی محمد عنایت اللہ صاحب تاجر کتب کو جن کی کوشش سے یہ سلسلہ طبع ہو کر شیوع پذیر ہوا۔ خدا تعالیٰ یہ مفید لٹریچر فائدہ عام کے لحاظ سے مفید اور بابرکت بنائے۔ آمین

(۶) جناب ملک **غلام فرید** صاحب ایم اے۔ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز (انگریزی) فرماتے ہیں:۔

''مولوی محمد عنایت اللہ صاحب تاجر کتب قادیان نے بچوں کے لئے ایک نہایت مفید سلسلہ کتب شائع کرنا شروع کیا ہے۔گزشتہ سال انہوں نے اسلام کی پہلی کتاب مصنفہ مولوی محمد شریف صاحب شائع کی تھی۔جس میں خدا تعالیٰ کی ہستی،انبیاء،کتب سماویہ،قیامت وغیرہ سب ضروری عقاید کے متعلق بچوں کی استعداد کے مطابق ضروری مصالحہ مہیا کر دیا گیا تھا۔اب انہوں نے اسلام کی دوسری اور تیسری کتاب شائع کی ہیں۔یہ دونوں کتابیں بھی مولوی محمد شریف صاحب کی تصنیف کردہ ہیں۔اور چھوٹی عمر کے بچوں کے لئے ویسی ہی مفید ہیں جیسی اسلام کی پہلی کتاب۔''

(۷) جناب مولوی **محمد یعقوب** صاحب مولوی فاضل اسسٹنٹ ایڈیٹر الفضل فرماتے ہیں:۔

''مولوی محمد عنایت اللہ صاحب تاجر کتب و منیجر نصیر بُک ایجنسی قادیان نے یہ محسوس کرتے ہوئے کہ جماعت احمدیہ کے بچوں کے لئے ایسے رسائل کی ضرورت ہے جن میں اسلامی عقائد اور جماعت احمدیہ کے حالات کا عام فہم اور آسان عبارت میں ذکر ہو۔تا وہ چھوٹی عمر میں ہی عام دینی معلومات حاصل کر کے اپنی آئندہ زندگی کو بہتر بناسکیں۔سلسلہ احمدیہ کے مبلغ مولوی محمد شریف

صاحب مولوی فاضل سے اس وقت تک تین کتب لکھوائی ہیں۔ جو اسلام کی پہلی کتاب، اسلام کی دوسری کتاب اور اسلام کی تیسری کتاب کے نام سے شائع ہو چکی ہیں

ان کتب میں اسلام کیا ہے، ہستی باری تعالیٰ، فرشتے، الہامی کتب، خدا تعالیٰ کے نبی، قیامت، قرآن شریف اور نماز، روزہ وغیرہ مسائل پر بچوں کی استعداد کے مطابق تمام ضروری امور بیان کئے گئے ہیں۔

علاوہ ازیں انبیاء سابقین حضرت آدمؑ، حضرت ابراہیمؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے مختصر حالات کا بھی ذکر ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے سوانح حیات بھی دل آویز طور پر بیان کئے گئے ہیں۔ خلفاء راشدین حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے تاریخی واقعات بھی درج کئے گئے ہیں۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام، حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہٗ کے حالات بھی مختصر طور پر بیان کئے گئے ہیں۔ اسی طرح شرائط بیعت اور مفید نظمیں بھی بعض موقعوں پر درج ہیں۔

میں سمجھتا ہوں یہ سلسلہ کتب اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہ صرف بچوں کے لئے مفید ہے بلکہ نومسلم اصحاب بھی اس سے بہت کچھ فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔

چونکہ بچوں کی تعلیم و تربیت سے آئندہ نسل کی ترقی ہوتی ہے۔ اس لئے دوستوں کو چاہیئے کہ وہ ان کتب کو خریدیں اور اپنے بچوں کو پڑھائیں۔ یہ کتب

نظارت تالیف وتصنیف کی منظور شدہ ہیں۔اور قیمت بھی واجبی رکھی گئی ہے۔‘‘

(۸) محترم جناب **شیخ عبدالرحمٰن** صاحب مصری مولوی فاضل وبی۔اے۔ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان فرماتے ہیں:-

’’مولوی محمد عنایت اللہ صاحب تاجر کتب قادیان نے اسلامی کتب کا ایک سلسلہ تالیف کروانا شروع کیا ہے۔میں نے اس سلسلہ کی تین کتابوں کو دیکھا ہے۔میری رائے میں یہ سلسلہ نہ صرف بچوں کے لئے بلکہ اکثر بڑوں کے لئے بھی مفید ہے۔احمدی احباب کو چاہیئے کہ مولوی صاحب موصوف کی ہمت افزائی کریں اور کثرت سے اِن کتب کو خرید کر کے خود بھی پڑھیں اور بچوں کو بھی پڑھائیں۔‘‘

(۹) جناب چوہدری غلام محمد صاحب بی۔اے۔(علیگ) ہیڈ ماسٹر نصرت گرلز ہائی اسکول قادیان فرماتے ہیں:-

’’میں نے سلسلہ کتب اسلام مصنفہ چوہدری محمد شریف صاحب مولوی فاضل کی پہلی تین کتابیں مختلف جگہوں سے پڑھ کر دیکھی ہیں۔ان میں ان اسلامی مسائل کو جن کا بچوں کو سکھانا اشد ضروری ہے بہت آسان اردو میں بیان کیا ہوا ہے۔میرے خیال میں مسلمان بچوں کے لئے یہ بہت مفید ہیں۔‘‘